Downloaded From
paksociety.com

صائمہ اکرم چوہدری

سیاہ حاشیہ

سیاہ حاشیہ پار مت کرو۔" پچھتاؤ گی۔ ایک نادیدہ آواز روکتی رہی لیکن وہ لڑکی نہ رکی۔ سیاہ حاشیہ عبور کر گئی اور تب اسے احساس ہوا کہ اپنے لیے جہنم خرید چکی ہے۔

☼ ☼ ☼

عدینہ کاٹھ کباڑ میں اپنی پرانی ڈائریاں تلاش کر رہی ہے تو اسے ایک کتبہ ملتا ہے۔ جس پر اس کی والدہ صالحہ رفیق کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات درج ہوتی ہے۔ وہ بری طرح الجھ جاتی ہے۔ اس کی والدہ تو زندہ ہیں پھر یہ کتبہ کس نے اور کیوں بنوایا ہے۔ تب ہی اس کی والدہ صالحہ آجاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ڈائریاں تو انہوں نے ردی والے کو دے دی ہیں۔ عدینہ کو بہت دکھ ہوتا ہے پھر اسے کتبہ یاد آتا ہے تو وہ سوچتی ہے کہ عبداللہ سے اس کے متعلق پوچھے گی۔

عبداللہ پابند صوم و صلوۃ وہ مسجد کا موذن بھی ہے اور اس نے عربی میں ایم فل کر رکھا ہے عدینہ کی اس کے ساتھ منگنی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Downloaded From
paksociety.com

ناولٹ

ہو چکی ہے۔ عدینہ ہاسٹل میں رہتی ہے اور میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہی ہے۔

عدینہ کے والد مولوی رفیق کا انتقال ہو چکا ہے۔ وہ اپنی ماں سے زیادہ دادی سے قریب ہے مونا اس کی کزن ہے۔ وہ حویلیاں شہر سے قرآن حفظ کرنے ان کے گھر آئی ہے۔

عدینہ عبداللہ سے بہت محبت کرتی ہے۔ عبداللہ بھی اسے چاہتا ہے لیکن شرعی اصولوں کے تحت زندگی گزارنے والی صالحہ آپا نے منگنی ہونے کے باوجود انہیں آپس میں بات چیت کی اجازت نہیں دی۔

شانزے ماڈل بننا چاہتی ہے۔ ریمپ پرواک کرتے ہوئے اس کا پاؤں مڑ جاتا ہے اور وہ گر جاتی ہے۔

ڈاکٹر بینش نیلی کوٹھی میں اپنے بیٹے ارحم کے ساتھ رہتی ہیں۔ ان کے شوہر کرنل جاوید کا انتقال ہو چکا ہے۔

نیلی کوٹھی کے دوسرے حصے میں ان کے تایا ڈاکٹر جلال اپنی بیوی اور پوتی اوریدا کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کی دو شادی شدہ بیٹیاں ہیں اور اکلوتا بیٹا تیمور لندن میں مقیم ہے۔ بیوی کی وفات کے بعد تیمور نے اوریدا کو پاکستان اپنے باپ کے پاس بھجوا دیا ہے۔ بیٹا ماہیران کے پاس لندن میں ہے۔

اوریدا اور ارحم کی بہت دوستی ہے جو ڈاکٹر بینش کو بالکل پسند نہیں۔ ڈاکٹر بینش تیمور کے نام سے بھی نفرت کرتی ہیں۔

عبداللہ عدینہ کو اپنا سیل نمبر بھجواتا ہے۔ صالحہ آپا دیکھ لیتی ہیں۔ وہ شدید غصہ ہوتی ہیں اور نمبر پھاڑ کر پھینک دیتی ہیں۔

سرمد اپنے دوست کے پروڈکشن ہاؤس میں جاتا ہے تو وہاں شانزے کو دیکھتا ہے۔ شانزے اس کی منتیں کر رہی ہے کہ وہ ایک چانس اسے دے کر دیکھے۔

شانزے سخت مایوسی کا شکار ہے۔ رباب اس کی روم میٹ اسے تسلی دیتی ہے تو وہ بتاتی ہے کہ اس کا دنیا میں کوئی نہیں ہے صرف ایک پھوپھی ہیں جن کے گھر میں اسے کوئی پسند نہیں کرتا۔ اس کی ماں اسے پھینک کر چلی گئی تھی اور باپ کو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کسی مذہبی جنونی نے قتل کردیا۔ شانزے کا خاندان مسلمان ہے لیکن وہ کسی مذہب کو نہیں مانتی۔ ہاسٹل میں رہنے کے لیے اس نے کالج میں داخلہ لے رکھا ہے۔ وہ شوبز میں اپنا نام بنانا چاہتی ہے۔

آپا صالحہ نے عدینہ کی عبداللہ سے منگنی توڑدی ہے۔ عبداللہ عدینہ سے ایک بار بات کرنا چاہتا ہے۔ عدینہ چھت پر جاتی ہے تو عبداللہ وہاں آجاتا ہے۔ آپا دیکھ لیتی ہیں۔ وہ عدینہ کو برا بھلا کہتی ہیں اور اللہ کے عذاب سے ڈراتی ہیں۔

اوریدا ارصم کے ساتھ پیپر دینے جاتی ہے۔ ارصم باہر اس کا انتظار کرتا ہے۔ وہ اوریدا کو واپس لے کر آتا ہے تو ڈاکٹر بینش اسے بہت ڈانٹتی ہیں کیونکہ وہ ان کی گاڑی لے کر جاتا ہے۔ اوریدا اپنے باپ تیمور کو یہ بات بتاتی ہے تو وہ اس کو نئی گاڑی خرید کر دے دیتے ہیں' آغا جی کو یہ بات بری لگتی ہے۔

ٹی وی پر ایک مذہبی پروگرام دیکھتے ہوئے صالحہ آپا شدید جذباتی ہو کر رونے لگتی ہیں۔ عدینہ کو اسٹور روم کی صفائی کے دوران ایک تصویر ملتی ہے جو کسی مرد کی ہے۔

ارصم اوریدا کو گاڑی چلانا سکھاتا ہے۔ اوریدا کے امتحان میں کم نمبر آتے ہیں تو وہ پریشان ہو جاتی ہے۔

مونا عدینہ کو بتاتی ہے کہ آپا نے اس کی منگنی اس لیے توڑی کہ وہ چاہتی تھیں کہ عبداللہ عدینہ سے فوراً" شادی کرلے۔ عبداللہ نے فوراً" شادی سے انکار کردیا تھا۔

عبداللہ تبلیغی دورے پر جاتا ہے تو اس کا جہاز کریش ہو جاتا ہے۔ اور اس کے مرنے کی خبر آجاتی ہے۔

عدینہ پر عبداللہ کی موت کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ وہ اپنی ماں سے بری طرح بدظن ہو جاتی ہے۔

شانزے جب بھی کوئی غلط کام کرنا چاہتی ہے کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے۔ رباب اسے سمجھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے غلط راستوں سے بچانا چاہتا ہے۔

ارسل' شانزے کو زخمی ہونے پر تسلی دیتا ہے' وہ بتاتا ہے کہ ایڈمیں کام کے لیے اس نے سفارش کی تھی۔ وہ کہتا ہے کہ شانزے اسے اپنا بھائی سمجھے۔

ارصم بہت اچھے نمبروں سے ایف ایس سی کرلیتا ہے۔ ڈاکٹر بینش اس خوشی میں ڈنر دیتی ہیں۔

عدینہ فیصلہ سنادیتی ہے کہ اسے ڈاکٹر نہیں بننا۔ یہ سنتے ہی آپا صالحہ شدید پریشان ہو جاتی ہیں۔

دسویں قسط

"ارے آؤ نا' تم دروازے میں کیوں کھڑی ہو...؟" عدینہ کے چہرے پر پھیلی پرخلوص مسکراہٹ اور گرم جوش انداز اوریدا کو اچھا لگا۔

"بیٹھو یہاں' سامان مجھے پکڑاؤ' میں سائڈ پر رکھ دوں' رات میں مل کر سیٹ کرلیں گے۔" عدینہ کے بے تکلف انداز پر اوریدا ہلکا سا چونکی' اسے لگا جیسے اس لڑکی کے ساتھ اس کی بہت عرصے کی شناسائی ہو۔ وہ اسے مخاطب بھی تو کچھ اسی طرح کررہی تھی۔

"نہیں... نہیں... میں کرلوں گی۔" اوریدا نے مروت کا مظاہرہ کیا۔

"تم سے کہاں ہوگا یار! شکل ہی سے لگ رہا ہے کہ تمہارا ہوسٹل میں رہنے کا پہلا تجربہ ہے۔" عدینہ کی بات پر وہ حیران ہوئی۔

"تمہیں کیسے پتا چلا؟"

"ساری زندگی تو ہوسٹلز میں ہی گزر گئی ہے میری' بھانت بھانت کی لڑکیوں سے واسطہ رہا ہے۔ اب تو شکل دیکھتے ہی پہچان جاتی ہوں۔" عدینہ نے اپنے سنگل بیڈ کی چادر ٹھیک کرتے ہوئے مسکرا کر اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

"ٹھیک کہتی ہو' میرا یہ فرسٹ ایکسپیرینس ہے۔" اوریدا نے افسردگی سے جواب دیا۔

"خبردار... اداس ہونے کی ضرورت نہیں اور کسی ٹریجڈی فلم کا سین یہاں پر کری ایٹ نہیں کرنا۔" عدینہ نے اپنے تکیے پر غلاف چڑھاتے ہوئے اسے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وارننگ دی تو اوریدا کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کہاں سے آئی ہو تم...؟" عدینہ نے لاپروائی سے پوچھا۔

"اسلام آباد سے..."

"اور تم...؟" اوریدا نے بھی اظہار مروتاً دریافت کیا۔ ورنہ اسے ان چیزوں میں ذرا کم ہی دلچسپی ہوتی تھی۔

"حسن ابدال کے ایک گاؤں سے..." عدینہ نے خود ہی اس کا سامان ٹھکانے لگانا شروع کردیا۔

"تم رہنے دیتیں، میں کل کرلوں گی۔" اوریدا نے اسے روکنے کی کوشش کی۔

"ارے نہیں یار...! مجھ سے بے ترتیبی برداشت نہیں ہوتی۔" عدینہ نے اسے اپنا مسئلہ بتایا تو وہ بھی ڈھیٹ بن کر بیٹھ گئی۔

آنے والے دنوں میں اوریدا کو اچھی طرح سے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ پرخلوص، سمجھ دار اور دوسروں کا خیال رکھنے والی لڑکی ہے۔ وہ اوریدا کا دانستہ اور غیر دانستہ انداز میں خیال رکھنے کی پوری کوشش کرتی اور اسی وجہ سے دونوں کے درمیان اچھی انڈراسٹینڈنگ ہو گئی تھی۔ ایک ہی ہفتے میں دونوں کو ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ وہ صدیوں سے ایک دوسرے کی واقف ہیں۔

"تم نماز کیوں نہیں پڑھتی ہو اوریدا..." اس دن عشاء کی نماز پڑھ کر عدینہ نے اس کے پاس بیٹھے ہوئے پوچھا تو وہ ایک دم شرمندہ سی ہو گئی۔

"بس یار... ایسے ہی سستی ہو جاتی ہے۔" اوریدا نے خفت زدہ انداز میں وضاحت دی۔

"پڑھ لیا کرو، صرف پانچ منٹ تو لگتے ہیں، اپنے پیارے رب کے لیے بندہ اتنا بھی ٹائم نہ نکالے تو پھر کیا فائدہ ایسی زندگی کا۔" عدینہ نے بالکل ہلکے پھلکے سے انداز میں سمجھایا۔

"ہاں یار! کوشش کروں گی۔" اوریدا نے شرمندگی سے وعدہ کیا تو وہ بھی سنجیدگی سے سر ہلا کر الماری کے اوپر والے خانے میں رکھا قرآن حکیم نکال کر بیٹھ گئی اور غیر شعوری طور پر تلاوت کرتے ہوئے اس کی آواز کچھ بلند ہوئی تو اوریدا کو اندازہ ہوا کہ اس کی آواز میں خاصا سوز تھا۔

"عدینہ! بلند آواز میں تلاوت کرو نا، تمہاری آواز بہت اچھی ہے۔" اوریدا نے کھلے دل سے اسے سراہا تو اس دفعہ اس نے دانستہ اپنی آواز بلند کرلی، اوریدا نے غور کیا، وہ قرآن پاک دیکھ کر نہیں پڑھ رہی تھی۔

"تمہیں اتنی ساری آیتیں زبانی یاد ہیں کیا؟" اس نے جیسے ہی تلاوت ختم کی، اوریدا نے تجسس بھرے انداز میں پوچھا۔

"الحمدللہ... مجھے سارا قرآن ہی یاد ہے، ابھی پچھلے ماہ ہی حفظ کیا ہے نا۔" وہ عام سے لہجے میں کہتی اسے حیران کر گئی۔ اوریدا نے بغور اس کے صاف شفاف چہرے کی طرف دیکھا اور اسی لمحے اس کے دل میں ایک عجیب سا خیال آیا۔

"کاش ماہیر بھائی کی شادی اس سے ہو جائے۔" اس سوچ کے آتے ہی اس کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی جو عدینہ کی نظروں سے بھی اوجھل نہ رہی۔

"کیا ہوا؟ مسکرا کیوں رہی ہو؟" وہ لوشن اٹھا کر بیٹھ گئی۔

"ویسے ہی۔" اوریدا اپنی مسکراہٹ چھپانے کے لیے کتاب پر جھک گئی۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ اسے بڑی اماں سے فوراً بات کرلینی چاہیے۔

جب کہ عدینہ اس کی سوچوں سے بے نیاز اپنی ڈائری اٹھا کر بیٹھ گئی۔ جہاں اسے عبداللہ کے نام پر جدائی کی ایک اور نظم لکھنی تھی۔

☆ ☆ ☆

"قسم سے بھائی... وہ اتنی لائق لڑکی ہے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔" اوریدا نے چلغوزوں کی پلیٹ گود میں رکھتے ہوئے ماہیر کو اطلاع دی۔ وہ ویک اینڈ گزارنے گھر آئی ہوئی تھی اور پچھلے دو دن سے "عدینہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نامہ "اسٹارٹ تھا۔ اس وقت ارضم بھی اس سے ملنے آیا ہوا تھا اور لاؤنج کے صوفے پر بیٹھا اوریدا کی روم میٹ کی خصوصیات غیر دلچسپی سے سن رہا تھا جبکہ بڑی اماں اپنے دوپٹے پر کروشیے سے بیل بنا رہی تھیں لیکن ان کا سارا دھیان بھی اپنی پوتی کی باتوں کی طرف تھا' جو اپنی روم میٹ کی شان میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہی تھی۔

"کیا واقعی وہ بہت لائق لڑکی ہے۔" ماہیر نے انگلش میگزین سائڈ پر رکھ کر اس سے مصنوعی حیرت سے پوچھا۔

"ہاں نا بھائی۔۔۔ اس نے پہلے میٹرک میں اور پھر ایف ایس سی میں ۔ ٹاپ کیا تھا۔" اوریدا نے فخریہ لہجے میں اطلاع دی۔

"پھر تمہارے ساتھ تو اس کا گزارا نہیں۔" ماہیر نے اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"وہ کیوں۔۔۔؟" اوریدا واقعی نہیں سمجھ سکی تھی۔

"بھئی ایک لائق فائق لڑکی کا ایک سست اور نالائق لڑکی کے ساتھ کیا جوڑ' مجھے لگتا ہے وہ جلد ہی اپنا روم تبدیل کروالے گی' کیوں ارضم۔؟" ماہیر نے اپنی شرارت میں ارضم کو بھی شامل کیا اور اس کی سنجیدگی پر ایک لمحے کو تو اوریدا کی بھی روح فنا ہوئی۔

"ایسے ہی۔۔۔ میں نے اسے کیا کہا ہے۔" وہ پریشان ہوئی۔

"کل کلاں کو اس بے چاری کو تمہارا تعارف کسی سے کروانا پڑ جائے تو کتنی شرمندگی ہوگی اسے جب۔۔۔" ماہیر نے شرارت سے بات ادھوری چھوڑی۔

"جب کیا۔؟" وہ بے تابی سے گویا ہوئی۔

"جب خدانخواستہ میڈیکل کے پہلے سال میں تمہاری کوئی ایک آدھ سپلی آگئی تو۔۔۔" ماہیر نے مصنوعی تفکر کا مظاہرہ کیا۔

"اللہ نہ کرے' کیسی خوف ناک باتیں کر رہے ہیں آپ۔۔۔" وہ حد درجہ برا مان گئی۔

"جب تم پڑھو گی نہیں تو ایسا ہی ہوگا نا۔" ارضم نے آہستگی سے لقمہ دیا۔

"تمہیں کس نے کہا ہے کہ میں پڑھتی نہیں ہوں۔" اوریدا کو غصہ آگیا۔ "جا کر پوچھ لو میری روم میٹ سے۔"

"ارضم! پھر کیا خیال ہے' پوچھنے چلیں ؟" ماہیر نے ایک آنکھ دبا کر ارضم کو شوخ سا اشارہ کیا اور ساتھ ہی اوریدا کو ان کی ساری شرارت سمجھ آگئی۔

"آپ لوگ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔" اوریدا کی بات پر دونوں نے بے ساختگی سے اپنا سر نفی میں ہلایا' یہ اور بات تھی کہ ان کی آنکھوں سے ٹپکتی شوخی اس بات کی صاف تصدیق کر رہی تھی۔

"کس خاندان سے تعلق ہے اس کا۔۔۔؟" بڑی اماں نے اپنے مطلب کا سوال خاصی تاخیر سے پوچھا۔

"آپ کو پتا تو ہے بی اماں! میں کسی ذاتیات میں نہیں گھستی' اب کتنا برا لگے اگر میں اس سے اس کے خاندان کا حدود اربعہ پوچھنے بیٹھ جاؤں۔" اوریدا کی بات پر ماہیر کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

"ارضم یار! ذرا چیک کروا اوریدا کی اردو۔۔۔" ماہر نے پھر اسے چھیڑا۔

"اوریدا! تمہیں لفظ "حدود اربعہ" کا مطلب پتا ہے؟" ارضم کے مسکرانے پر وہ تپ اٹھی۔

"آپ لوگ تو میری ہر بات کے پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں۔" اس نے ناراضی سے منہ پھلا لیا۔

"بھائی ہیں تمہارے' چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں تم سے۔۔۔" بڑی اماں کی بات پر ارضم نے بے چینی سے پہلو بدلا تو اوریدا کو اس کے چہرے پر پھیلے تاثرات دیکھ کر ہنسی آگئی۔

"تو اب کس بات پر ہنس رہی ہو؟ کون سا زعفران کا کھیت دیکھ لیا ہے تم نے۔۔۔" بڑی اماں نے گھور کر اپنی پوتی کا لال سرخ چہرہ دیکھا۔ جو اپنی مزید ہنسی کو چھپانے کے لیے کچن کی طرف چل پڑی' کچھ لمحوں کے بعد

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ارصم بھی اس کے پیچھے تھا۔
"بڑی اماں بھی کبھی کمال ہی کردیتی ہیں۔" وہ فریج کھول کر اندر جھانک رہا تھا۔
"بھائی۔۔۔" اوریدا کی ایک دفعہ پھر ہنسی چھوٹ گئی۔
"خبردار۔۔۔ مجھے بھائی کہا تو حشر نشر کردوں گا تمہارا۔" ارصم نے جھنجلا کر فریج کا دروزاہ زور سے بند کیا۔
"اچھا۔۔۔ اچھا نہیں کہتی' کافی پیو گے۔" اوریدا نے مسکرا کر کیبنٹ کھول کر کافی کا ڈبا نکالا۔
"ہاں' پہلے بڑی اماں کی بات نے دل جلایا ہے اور اب تم کافی پلا کر معدہ جلاؤ گی' مرضی ہے تمہاری۔۔۔" وہ اس کے بالکل قریب آ کھڑا ہوا' اس کے پاس سے آتی چینل فائیو کی خوشبو۔۔۔ اوریدا کے حواسوں پر چھانے لگی' وہ دانستہ طور پر اس سے تھوڑا ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔
"ہوسٹل میں سب سے زیادہ کسے مس کیا تھا۔۔۔" وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اپنی ہی دھن میں کھڑا تھا۔
"ماہیر کو۔۔۔" اوریدا کے منہ سے بے ساختہ نکلنے والے اس نام نے ارصم کو مایوس کیا۔
"اور مجھے؟" اس نے ڈھیٹ بن کر پوچھ ہی لیا۔
"تمہیں بھی کیا تھا۔" اس نے چولہے کا برنر جلاتے ہوئے لاپروائی سے ارصم کا دل بھی جلایا۔
"کیا ضرورت تھی' رہنے دیتیں۔" وہ بُرا مان چکا تھا۔ اوریدا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تو اسے کچھ غلط ہو جانے کا احساس ہوا۔
"لو اس میں مائنڈ کرنے والی کیا بات ہے' پتا تو ہے تمہیں' میں نے کتنا مس کیا ہو گا تمہیں۔" اوریدا نے اس کا موڈ ٹھیک کرنے کی کوشش کی۔
"سب سے زیادہ تو نہیں کیا نا۔۔۔" وہ سنجیدگی سے کہہ کر بڑی تیزی سے کچن سے نکل گیا اور اوریدا اس کے اس ردعمل پر ہکا بکا رہ گئی۔

وہ جب سے ہوسٹل سے آئی تھی' آپا صالحہ اس سے کرید کرید کر چھوٹی چھوٹی باتیں پوچھ رہی تھیں' جبکہ عدینہ کا سارا دھیان فزیالوجی کے ٹیسٹ کی طرف تھا۔ اس لیے وہ آپا صالحہ کے سوالوں کے جواب صرف ہوں ہاں میں دے رہی تھی۔ آپا صالحہ اکتا کر اپنی ساس کے کمرے میں آن بیٹھیں۔ انہوں نے ٹی وی سے نظر ہٹا کر ان کی جانب دیکھا اور فوراً" ہی بھانپ لیا کہ وہ کچھ بے چین سی دکھائی دے رہی ہیں۔
"کیوں پریشان ہو رہی ہو صالحہ۔۔۔" بے بے نے بہو سے پوچھا۔
"عدینہ کی وجہ سے۔۔۔" انہوں نے بھی چھپانا مناسب نہیں سمجھا۔
"عدینہ تو ماشاءاللہ اب کافی سمجھ دار ہو گئی ہے پتر'

خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے بہنوں کے لیے ایک اور ناول
دستِ کوزہ گر
فوزیہ یاسمین

قیمت -/750 روپے
منگوانے کا پتہ
مکتبہ عمران ڈائجسٹ 37 ۔ اردو بازار کراچی۔ فون نمبر 32735021

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس کی فکر کرنا چھوڑ دے۔ اللہ سوہنا ہے نا۔" انہوں نے نرمی سے انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔

"آپ کو نہیں پتا بے جی! یہ عمر کتنی خطرناک ہوتی ہے۔" انہوں نے اٹھ کر بے چینی سے ٹہلنا شروع کردیا۔

"غلطیاں کرنے کی کوئی خاص عمر تھوڑا ہوتی ہے پتر' انسان کا کیا بھروسا' کب کہاں' کس عمر میں اس کی مت ماری جائے۔" انہوں نے ٹی وی بند کرکے اپنی بہو کی طرف دیکھا' جس کے چہرے پر تفکر کی لکیریں نمایاں تھیں۔

"لیکن ہمارا معاشرہ عورت کی غلطی کو کبھی معاف نہیں کرتا ہے۔" انہوں نے افسردگی سے جواب دیا۔

"تو مرد کو کون سا سر آنکھوں پر بٹھاتا ہے۔ ساری عمر اس چیز کا طعنہ تو اسے بھی سننے کو ملتا ہے۔" بے جی نے جواباً کہا۔

"رہنے دیں بے بے! ہم جس معاشرے میں سانس لیتے ہیں وہاں مرد سو گناہ کرکے بھی دودھ سے دھلا ہی رہتا ہے اور عورت کی ذرا سی لغزش پر اسے زندہ درگور کردیا جاتا ہے۔" آپا صالحہ کی آنکھوں سے ایک ان کہا دکھ چھلکا۔

"اچھا یہ بتا تجھے عدینہ کی کس بات کی ٹینشن ہے۔" بے بے نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"میں چاہتی ہوں کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہوجائے اور اپنی ماں کی طرح کوئی جذباتی قدم نہ اٹھائے۔" انہوں نے اس دفعہ صاف گوئی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا تو وہ ان کی پریشانی پر مبہم سے انداز میں مسکرائیں۔

"تجھے پتا ہے پتر! جب عورت ذات اپنے دل کے نریم میں ایک تصویر سجالیتی ہے تو پھر باہر کی دنیا کا کوئی نقش اس کو نہیں بھاتا۔ عدینہ کی فکر نہ کر' اسے عبداللہ کو بھلانے میں ابھی کئی سال لگیں گے' تب تک اس کی ڈاکٹری مکمل ہوجائے گی۔" بے بے کی بات آپا صالحہ کے دل کو لگی۔ عدینہ جو کہ کسی کام سے بے جی کے کمرے کی طرف آرہی تھی۔ اس نے اپنے لیے بے جی کا یہ جملہ سنا اور وہ وہیں کھڑے کھڑے سوچنے لگی۔

"کچھ دکھ بھی انسان کو بھٹکنے نہیں دیتے۔ اسے اپنی ذات کے حصار میں قید کرلیتے ہیں اور کبھی کبھی انسان ساری زندگی اس مدار سے نکلنے کی کوشش ہی نہیں کرتا۔" وہ دل گرفتہ سے انداز سے اپنے کمرے کی طرف پلٹ آئی' جہاں مونا بیٹھی اپنے کالج کی کوئی اسائنمنٹ بنا رہی تھی۔

"آپ کا دل لگ گیا ہوسٹل میں....." مونا نے اسے خاموش بیٹھے دیکھ کر یوں ہی پوچھا۔

"جب انسان کا دل کہیں اٹک جائے تو اس کے بعد وہ شخص صرف وقت گزارتا ہے' چاہے وہ اچھا ہو یا برا' اسے کسی چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" عدینہ نے سنجیدگی سے اپنی ڈائری کھولی' بہت عرصے سے اس نے اس میں کچھ نہیں لکھا تھا۔ اس نے قلم اٹھایا اور لکھنا شروع کیا۔

"دنیا کا سب سے مشکل کام اس شخص کی یاد کو اپنے دل سے اکھاڑنا ہوتا ہے' جس کی محبت ایک تن آور درخت کی صورت آپ کے اندر کہیں اگ چکی ہوتی ہے۔ درد کی شاخوں سے لپٹے دکھ پتوں کی صورت میں ٹوٹ کر بکھر بھی جائیں تو تب بھی یاد کی کونپلوں سے پھوٹتے غموں کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ جدائی کے موسم' ہر رت پر حاوی ہوجائیں تو ایسے عالم میں انسان نہ جیتا ہے اور نہ مرتا ہے' بس عمر کے نقشے میں صرف وقت بھرتا چلا جاتا ہے۔"

"عدینہ آپی! کیا لکھ رہی ہیں؟" مونا نے اسے مخاطب کیا تو وہ ایک دم حقیقت کی دنیا میں آئی۔

"کچھ نہیں....." بے بسی میں لپٹی مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کا احاطہ کیا۔

"پھر بھی....؟" مونا نے اصرار کیا۔

"جب محبت بچھڑ جائے تو انسان ساری زندگی جدائی اور ہجر کے نوحے ہی لکھتا رہتا ہے۔" وہ پھیکے انداز میں مسکرائی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اچھا چھوڑیں... یہ بتائیں... آپ کی نئی روم میٹ کیسی ہے۔" مونا نے اسے اس کیفیت سے نکالنے کی کوشش کی۔ آپا' صالحہ جو ان دونوں کے کمرے میں داخل ہو رہی تھیں' ٹھٹک کر دروازے میں ہی رک گئیں۔

"بہت اچھی اور معصوم سی لڑکی ہے۔" عدینہ نے کھلے دل سے اوریدا کی تعریف کی۔

"آپ کی طرح لائق فائق اور ذہین ہے کیا؟" مونا کو تجسس ہوا۔

"اس کا تو پتا نہیں لیکن اس کا سارا خاندان ہی ڈاکٹر ہے۔ دادا' پھپھو' کزن اور کافی رشتے دار..." عدینہ نے مسکراتے ہوئے مونا کو حیران کیا۔

"اتنے ڈاکٹرز کیا کر رہے ہیں' ان کے خاندان میں...؟"

"اپنا پرائیویٹ ہاسپٹل چلا رہے ہیں اور دھڑا دھڑ پیسہ کما رہے ہیں۔" عدینہ نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"کیا نام ہے اس کے دادا کا..." آپا صالحہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے یوں ہی پوچھا تو عدینہ لمحے بھر کو وقت کا شکار ہوئی' آپا کی اس طرح کی تفتیش کے پیچھے چھپی حد سے زیادہ فکرمندی اسے اچھی نہیں لگتی تھی۔

"پتا نہیں آپا! میں نے پوچھا نہیں' ہاں اس کے فادر ملک سے باہر رہتے ہیں اور مدر کی ڈیتھ ہو چکی ہے۔" عدینہ کی بات پر آپا صالحہ کے حلق سے ایک پرسکون سی سانس خارج ہوئی۔

"بہرحال' تمہیں زیادہ دوستیاں پالنے کی ضرورت نہیں' جس مقصد کے لیے وہاں گئی ہو' اسی پر اپنی توجہ مرکوز رکھو۔" آپا صالحہ کی نصیحت کو اس نے بے توجہی سے سنا اور اس پر تبصرہ نہیں کیا' کیونکہ اسے معلوم تھا کہ آپا کے ساتھ ہونے والی ایسی بحث کا نتیجہ کسی نہ کسی ایک کی دل آزاری کی صورت میں ہی نکلتا ہے۔ اس لیے وہ آج کل خاموشی سے ان کی ہر بات کو پی جاتی تھی۔

☆ ☆ ☆

"بس کرو بختاور! رو' رو کر تم نے اپنا حشر خراب کرلیا ہے۔" ہاشم پچھلے ایک گھنٹے سے اسے چپ کروا رہا تھا جو اس کے دوست سرفراز کی والدہ کی باتوں پر حد درجہ دکھی تھی۔ بختاور کو ان کی باتیں سوچ کر بار بار رونا آرہا تھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا' میں نے ان کا کیا بگاڑا ہے آخر..." بختاور نے بازو کی پشت سے اپنی آنکھیں رگڑتے ہوئے شکایتی انداز میں کہا۔

"کچھ لوگوں کو ایسے ہی دوسروں کو نصیحتیں کرنے کا شوق ہوتا ہے اور وہ تو ویسے بھی بزرگ خاتون ہیں۔" ہاشم ہر ممکن اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تو اپنی بہو کو نصیحتیں کریں نا' میرے ساتھ ان کا کیا لینا دینا۔" بختاور کو غصہ آیا۔

"فائزہ بھابھی تو ویسے ہی بہت شرمندہ ہو رہی تھیں' دیکھا نہیں تھا' بار بار سوری کر رہی تھیں تم سے..." ہاشم نے اسے یاد دلایا۔

"تو میں ان کو تھوڑا کچھ کہہ رہی ہوں۔" بختاور کے آنسو بالآخر تھم ہی گئے۔

"بہتر ہے' تم سرفراز کی والدہ کو بھی کچھ نہ کہو' بس درگزر کرو ان کی باتوں کو۔" ہاشم نے نرمی سے اسے سمجھانا چاہا۔

"کسی کے دل دکھاتے جملے اور زہر آلود نگاہوں کو بھولنا آسان نہیں ہوتا' انسان کو جب بھی وہ باتیں یاد آتی ہیں وہ ہر دفعہ اذیت کے پل صراط سے گزرتا ہے۔"

بختاور کے لہجے میں چھپی تکلیف کا احساس کر کے ہاشم بھی کچھ اداس ہوا۔ دونوں کے درمیان ایک کرب انگیز خاموشی کے چند لمحے ٹھہر سے گئے۔ ہاشم نے تاسف بھرے انداز سے بختاور کو دیکھا' وہ جتنا اسے خوش رکھنے کی کوشش کرتا تھا' کوئی نہ کوئی بات ہو ہی جاتی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تمہیں ایک اچھی نیوز سناؤں۔۔۔؟" ہاشم نے اس کا دھیان بٹانے کے لیے وہ خبر سنانے کا فیصلہ کر ہی لیا جو اس نے سرپرائز کے طور پر چھپا رکھی تھی۔ بختاور نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں ابھی بھی سرخ تھیں۔ ہاشم مضطرب ہوا۔

"مجھے اپنے فلیٹ کی چابیاں مل گئی ہیں۔" ہاشم کی بات پر بختاور کو خوش گوار سا جھٹکا لگا۔

"کیا واقعی۔۔۔؟" بختاور کے لہجے سے بے یقینی چھلکی۔ "ہم کب جائیں گے اپنے گھر۔۔۔"

"اگلے ہفتے۔۔۔" ہاشم کے جواب پر وہ ہلکا سا مایوس ہوئی۔

"اصل میں سرفراز کہتا ہے کہ تم وائٹ واش کروا کر جاؤ گھر میں، ذرا نیا لگے گا۔" ہاشم کی بات پر وہ پھیکے سے انداز میں مسکرا دی اور اسی لمحے ہاشم کو ادراک ہوا کہ وہ یہاں ایک لمحہ بھی رکنا نہیں چاہ رہی تھی، شاید اس کی وجہ سرفراز کی والدہ کا تلخ رویہ تھا۔

"تم کوشش کرو، اگلے چار دن اپنے کمرے سے نہ نکلو۔" ہاشم نے اپنی طرف سے اسے آسان حل بتایا۔

"پہلے بھی، میں کون سا باہر گئی تھی، وہ خود میرے کمرے میں آئی تھیں۔" بختاور نے افسردہ انداز میں اسے جواب دیا۔

"چلو کوئی بات نہیں، زندگی میں بہت سی چیزوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔" ہاشم نے نرمی سے اس کے ہاتھ کو سہلایا۔ "میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔"

"تم ٹینشن مت لو، میں بالکل ٹھیک ہوں۔" بختاور نے زبردستی مسکرا کر اسے مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

"تم پریشان ہوتی ہو تو یقین مانو، میرا بس نہیں چلتا کہ میں ایسا کیا کروں جو تمہارے ہونٹوں کی ہنسی کو واپس لے آئے۔" ہاشم کی بے تحاشا محبت پر اس کا دل احساس تشکر سے لبریز ہوا۔ بلاشبہ وہ ایک بہترین شوہر تھا۔

"میں جان بوجھ کر تھوڑی ایسا کرتی ہوں۔" بختاور نے بڑے مان سے اس کے کندھے سے سر ٹکایا۔

"کیا سوچ رہی ہو بختاور؟" ہاشم نے محسوس کیا، وہ کچھ چپ چپ سی تھی۔

"سوچ رہی ہوں پتا نہیں گھر میں کیا حالات ہوں گے۔ بابا نے سب کی زندگیاں کتنی مشکل بنا دی ہوں گی۔" بختاور کو آج کل شدت سے احساس ہو رہا تھا۔ ہاشم نے غور سے اس کا معصوم چہرہ دیکھا اور سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"دیکھو بختاور۔۔۔! اگر تم ماضی کے ان ہی دائروں میں گھومتی رہیں تو یقین مانو اپنے حال کی ساری خوشیاں گنوا دو گی۔" وہ محتاط انداز میں گویا ہوا۔

"میں انہیں نہیں بھلا سکتی۔" بختاور کی آنکھیں نم ہوئیں۔ "کچھ بھی ہو، وہ میرے والدین تھے اور میرے بہن بھائی۔"

"میں بھی تو اپنا سب کچھ چھوڑ آیا ہوں اور میں نے چھوڑ دیا ہوں، مڑ کر اس کی طرف نہیں دیکھتا۔" ہاشم کے لہجے میں کچھ تھا، بختاور چونک گئی۔

"آپ مجھ سے شادی سے پہلے ان سب کو چھوڑ چکے تھے۔" اس نے اسے یاد دلانے کی کوشش کی اور جو اس وقت اسے خاصی مہنگی پڑی۔

"تو تم اس بات پر پچھتا رہی ہو کہ تمہیں شادی کی وجہ سے ان سب کو چھوڑنا پڑا۔" ہاشم کے لہجے میں ہلکی سی ناراضی پر وہ بے چین ہوئی۔

"میں پچھتا نہیں رہی ہوں ہاشم۔۔۔!" اس نے جلدی سے اس کی بات کی تردید کی۔

"لیکن پتا نہیں کیوں مجھے لگتا ہے کہ تم بہت جلد ایسا کرو گی۔" ہاشم کی بات پر وہ حیران ہو کر اس کا چہرہ تکنے لگی۔

"میں ایسا کیوں کروں گی بھلا؟"

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے۔" ہاشم اپنے ہاتھوں کا تکیہ سا بنا کر بیڈ پر لیٹ گیا۔

"ایسا کبھی نہیں ہوگا۔" وہ پراعتماد تھی۔

"دعوا مت کرو بختاور! بعض دفعہ زعم میں کہے گئے لفظوں اور جملوں کا تاوان انسان کو ساری زندگی بھرنا پڑتا ہے۔" ہاشم عجیب انداز میں مسکرایا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اللہ نہ کرے کہ میرے ساتھ ایسا ہو۔" بختاور نے بڑی سرعت سے جواب دیا۔
"تو تمہارا کیا خیال ہے' جن لوگوں کے ساتھ برا ہوتا ہے' وہ اللہ کرتا ہے؟" وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔
"میں ایسا تو نہیں کہہ رہی لیکن انسان کے ساتھ وہی ہوتا ہے جو اس کی قسمت میں لکھا ہوتا ہے۔" بختاور نے ہلکا سا سنبھل کر جواب دیا۔
"انسان کے ساتھ جو ہوتا ہے اس کے اپنے کیے گئے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔" ہاشم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔
"لیکن کچھ چیزیں انسان کی قسمت میں لکھ دی جاتی ہیں۔" بختاور کو اس کا انداز اچھا نہیں لگا۔
"اچھا یہ بتاؤ کہ گھر سے بھاگ کر شادی کرنا' کیا تمہاری قسمت میں لکھ دیا گیا تھا۔" ہاشم اچانک ہی بحث پر اتر آیا۔
"حالات ہی ایسے ہوگئے تھے' مجھے ایسا فیصلہ کرنا پڑا۔" بختاور نے برا سا منہ بنایا۔
"تو تم اس بات کو تسلیم کرو کہ یہ تمہارا اپنا فیصلہ تھا' تمہیں اچھی طرح سے پتا تھا کہ اس کے کیا نقصان اور کیا فائدے ہوں گے' تم لوگ ہر بات میں مذہب کو بیچ میں کیوں لے آتے ہو۔" ہاشم کے انداز میں کچھ تھا کہ وہ ٹھٹک سی گئی۔
"تو کیا تم قسمت پر یقین نہیں رکھتے۔" بختاور حیران ہوئی۔
"اس بحث میں مت پڑو کہ میں کس چیز پر یقین کرتا ہوں اور کس پر نہیں' تم خود الجھ جاؤ گی۔" ہاشم نے اسے ٹالنے کی کوشش کی۔
"میں تمہاری بات سمجھی نہیں۔" بختاور نے ناسمجھی کے عالم میں اسے دیکھا۔
"دیکھو بختاور... کچھ معاملات میں میرے اپنے نظریات ہیں اور میں اس کا پرچار کرنا پسند نہیں کرتا' وقت کے ساتھ ساتھ تم ان کو جان جاؤ گی۔" ہاشم کے دوٹوک انداز پر وہ چپ سی ہوگئی۔
"ناراض ہوگئی ہو کیا..." وہ اس کی خاموشی کو ناراضی سمجھ کر بے چین ہوا۔
"نہیں..." بختاور نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔
"یہ تو اچھی بات ہے' چلو لائٹ بند کرو' مجھے نیند آرہی ہے۔" اس کے نرم انداز پر وہ اٹھی اور کمرے کی لائٹ بند کردی۔

☼ ☼ ☼

"اوہ مائی گاڈ..." شانزے اپنے دونوں ہاتھ ہونٹوں پر رکھ کر بے ساختہ انداز میں ہنسی۔ "یہ میں ہوں۔" وہ خوش گوار حیرت اور تعجب کے عالم میں کمپیوٹر اسکرین کو دیکھ رہی تھی' اس کا کمرشل تیار ہوچکا تھا۔
"یقین نہیں آرہا نا۔" ماہیر کو اس کی حیرانی لطف دے گئی۔
"یہ کب چلے گا ٹی وی پر..." شانزے بے چین ہوئی۔
"ان شاء اللہ اگلے پیر سے..." ماہیر نے اسے مزید حیران کیا۔
"آپ سوچ نہیں سکتے' میں کتنی زیادہ ایکسائٹڈ ہورہی ہوں۔" شانزے کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا' ماہیر مسکرادیا۔
"مجھے بہت اچھی طرح سے اندازہ ہے شانزے! لیکن تمہیں اپنی بات یاد ہے نا؟" ماہیر نے اسے اس کا وعدہ یاد دلانے کی کوشش کی۔
"کون سا...؟" شانزے کی معصومیت اس کا دل جلا گئی۔
"اٹس ناٹ فیر..." ماہیر نے غصے سے اپنا لیپ ٹاپ بند کیا۔ "کیا تمہیں واقعی یاد نہیں کہ تم نے پرامس کیا تھا کہ یہ تمہارا پہلا اور آخری ایڈ ہوگا۔"
"اوہ یس... یاد ہے بابا۔" شانزے کو اس کا ناراض چہرہ دیکھ کر ہنسی آگئی۔
"دوبارہ ایسی فضول ایکٹنگ کی تو مارگلہ کی پہاڑیوں سے دھکا دے دوں گا تمہیں۔" اس نے انگلی اٹھا کر مصنوعی ناراضی سے دھمکی دی۔
"اف کتنے ظالم انسان ہیں آپ۔" شانزے نے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

مسکراکر اس شخص کو دیکھا' جس کے ساتھ اس کا بہت پیارا تعلق بن گیا تھا۔

"اس معاملے میں' میں ہٹلرانہ مزاج رکھتا ہوں' یہ بات ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھنا۔" ماہیر نے اس کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے اپنا لیپ ٹاپ بیگ میں ڈالا اور جانے کے لیے کھڑا ہو گیا۔

"اب کہاں...؟" شانزے حیران ہوئی۔

"آج بڑے ابا کو چیک اپ کے لیے لے جانا تھا۔" ماہیر کی بات پر وہ ایک دم ہنسی۔

"اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے؟" وہ حیران ہوا۔

"بھلا... ڈاکٹر بھی... اپنا چیک اپ کروانے جاتے ہیں۔" شانزے نے اپنی ہنسی کی وضاحت کی۔

"کیوں ڈاکٹر انسان نہیں ہوتے بھلا' ویسے بھی انہیں کارڈیا لوجسٹ کے پاس جانا ہے اور وہ خود میڈیکل اسپیشلسٹ ہیں۔" ماہیر نے اپنی چیزیں سمیٹنا شروع کردیں۔

"سرمد بھائی کہاں ہوتے ہیں آج کل..." شانزے کو اچانک ہی یاد آیا کہ اس کی سرمد سے دو دن سے ملاقات نہیں ہوئی۔

"ایک آؤٹ ڈور شوٹ میں مصروف ہے۔" ماہیر نے اپنی چابیاں اٹھائیں اور الوداعی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا۔ "اوکے شانزے... ٹیک کیر..."

وہ کچھ جلدی میں تھا۔ اس لیے شانزے نے بھی اسے روکنا مناسب نہیں سمجھا۔ گاڑی اڑاتا ہوا وہ جیسے ہی گھر پہنچا' سامنے بڑے ابا' بینش آنٹی کے ساتھ گھر سے باہر نکل رہے تھے۔ اسے ہلکی سی مایوسی ہوئی۔

"بڑے ابا...! میں تو آپ کے لیے جلدی آیا تھا گھر..." ماہیر نے انہیں دیکھتے ہی عجلت بھرے انداز میں بتایا۔

"تایا ابا... ہمیشہ میرے ساتھ چیک اپ کے لیے جاتے ہیں..." بینش نے جتاتے ہوئے انداز میں اسے اطلاع دی۔

"اچھا پچھلے پندرہ بیس دن سے تو یہ میرے ساتھ جارہے تھے... کیوں بڑے ابا..." ماہیر نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ انہیں یاد کرانے کی کوشش کی۔

"پچھلے دنوں میں کچھ مصروف تھی ارصم کے ساتھ..." ان کی تیوری کے بل گہرے ہوئے۔

"تایا ابا! چلیں... خوامخواہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔" وہ تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھیں اور پھر چونک کر رک گئیں۔ گاڑی کا پچھلا ٹائر پنکچر تھا۔ ماہیر نے ان کی نگاہوں کے تعاقب میں گاڑی کے ٹائر کو دیکھا اور فوراً" بات سمجھ گیا۔ وہ اب مزے سے کھڑا ان کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

"احمد بخش! ڈرائیور کہاں ہے؟" وہ ناراض انداز سے چوکیدار کی طرف مڑیں۔

"وہ تو اوریدا بی بی کو کچھ سامان دینے گیا ہے ہوسٹل' بڑی بیگم صاحبہ نے بھجوایا ہے۔" چوکیدار نے ڈرتے ڈرتے وضاحت کی۔

"دیکھ لیں تایا ابا! ان نوکروں کے کام' یہاں پورچ سے گاڑی نکال کر لے گیا ہے وہ اور دوسری گاڑی کا پنکچر ہوا ٹائر اسے نظر نہیں آیا۔" بینش کا مزاج برہم ہوا۔ ماہیر کے لبوں پر ایک لطف لیتی مسکراہٹ ٹھہر گئی۔

"آپ کا ڈرائیور کہاں ہے؟" بڑے ابا نے ریسٹ واچ پر ٹائم دیکھتے ہوئے لاپروائی سے پوچھا۔

"وہ ایک ہفتے کی چھٹیاں لے کر گاؤں گیا ہوا ہے اپنے بیٹے کی شادی میں شرکت کرنے۔" بینش نے بے زاری سے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے بڑے ابا! آپ میری گاڑی میں بیٹھیں' میں لے چلتا ہوں آپ کو۔" ماہیر کی آنکھوں کی چمک بینش کا دل جلا گئی۔

"اور بینش پھپھو! آپ چھوڑیں' ریسٹ کریں' کہاں ماری ماری پھریں گی اسپتال میں' میں بڑے ابا کو لے چلتا ہوں۔" ماہیر کی بات پر بینش نے کھڑے کھڑے بے چینی سے پہلو بدلا' جبکہ بڑے ابا خود بھی شش و پنج کا شکار تھے۔

"تایا ابا! ڈاکٹر وسیم کو کال کرکے گھر پر نہ بلوالیں۔" انہوں نے ماہیر کو دانستہ نظر انداز کرتے ہوئے بڑے ابا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کو مخاطب کیا۔
"ڈاکٹر وسیم تو گھر آجائیں گے لیکن پوری لیبارٹری تو گھر نہیں منگوائی جاسکتی' بڑے ابا کے کچھ ٹیسٹ بھی ہونے ہیں۔" ماہیر نے مزے سے انہیں یاد دلایا۔
"ماہیر ٹھیک کہہ رہا ہے بیٹا! ویسے بھی وسیم صاحب کو گھر بلوانا مناسب نہیں لگتا' بہت سینئر کارڈیالوجسٹ ہیں وہ۔" بڑے ابا کی بات پر بینش کا چہرہ ہلکا سا تاریک ہوا۔
"بڑے ابا! آپ میری گاڑی میں بیٹھیں' ایسے ہی خوامخواہ کی باتوں میں ٹائم ویسٹ ہو رہا ہے۔" ماہیر نے جلدی سے آگے بڑھ کر اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا۔
"میرا خیال ہے بینش بیٹا! آپ بھی ساتھ چلیں۔" بڑے ابا کی بات پر وہ تذبذب کا شکار ہوئیں۔
"بیٹھ جائیں بینش پھپھو! بس یوں سمجھیں ہمیں نہیں آپ کا ڈرائیور بیٹھا ہے اگلی سیٹ پر۔" ماہیر کی شوخ طبیعت بینش کے اعصاب کے لیے امتحان بنتی جارہی تھی۔ وہ کچھ عرصے سے اس کے منہ لگنے سے دانستہ پرہیز کرتی تھیں۔ گاڑی میں بیٹھ کر انہوں نے بڑے غصے سے دروازہ بند کیا تھا۔ ماہیر نے مسکراتے ہوئے اپنی گاڑی اسٹارٹ کی۔ گاڑی میں تین نفوس بیٹھے تھے لیکن مکمل خاموشی تھی۔ اسی خاموشی میں ماہیر کے سیل فون کی گھنٹی بجی' اس نے بڑے مزے سے ہینڈ فری لگا کر فون اٹینڈ کیا' دوسری طرف تیمور تھے۔ ماہیر نے بڑی گرم جوشی سے انہیں سلام کیا' گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے دونوں لوگوں نے کوفت بھری بے چینی سے پہلو بدلا۔
"پاپا... آپ ٹھیک تو ہیں نا...؟" ماہیر کو سلام دعا کرتے ہی ان کی آواز میں نقاہت کا احساس ہوا۔
"میں ٹھیک نہیں ہوں بیٹا۔" تیمور بمشکل بولے۔
"پاپا... کیا ہوا ہے؟" ماہیر نے ایک دم ہی بریک لگائی' بڑے ابا اور بینش دونوں نے ناگواری سے اسے دیکھا' جو تیمور کی بات کو غور سے سنتے ہوئے پریشان سا دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے پوری توجہ سے تیمور کی بات سنی تھی۔ اس دوران گاڑی کو وہ ایک سائڈ پر کھڑا کر چکا تھا۔
"پاپا... میں پہلی فلائٹ سے واپس آرہا ہوں۔" ماہیر کا بوکھلایا ہوا انداز ان دونوں کو مضطرب کر گیا۔ وہ دوبارہ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے اپنے ٹریولنگ ایجنٹ کو کال ملا چکا تھا۔
"واثق صاحب! مجھے پہلی فلائٹ میں لندن کی ایک سیٹ چاہیے۔ میرے فادر اسپتال میں ایڈمٹ ہیں۔" بڑے ابا کے چہرے پر بڑی فطری سی پریشانی جھلکی تھی' جو کم از کم بینش کو اس سمے اچھی نہیں لگی۔
"جی دبئی سے ہو یا کہیں اور سے' آپ پلیز فوراً کنفرم کروائیں' میں اپنا پاسپورٹ بھجوا رہا ہوں آپ کو۔" اس کی گفتگو بڑے ابا کو بے چین کر رہی تھی لیکن وہ دل پر جبر کر کے اس طرح بیٹھے تھے جیسے گفتگو ان کے اپنے بیٹے کے متعلق نہیں بلکہ کسی انجان شخص کے بارے میں ہو رہی ہو۔ ماہیر کا دل تاسف کے گہرے احساس سے بھر گیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے یہ دونوں اتنے بے حس ہو سکتے ہیں کہ کسی کی خیریت دو لفظوں میں بھی نہ پوچھ سکیں۔ وہ حد درجہ اکتاہٹ کا شکار ہوا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے گاڑی پارکنگ میں لاکر کھڑی کردی اور خود باہر نہیں نکلا۔
"بڑے ابا! میں ڈرائیور کو فون کردوں گا' وہ واپسی پر پک کرلے گا' مجھے نکلنا ہوگا۔" ماہیر کے بے تابانہ انداز پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ بینش کے چہرے پر ٹھہر گئی۔ بڑے ابا نے بھی اس کی بات پر صرف اثبات میں سر ہلایا تھا۔
"چلیں تایا ابا..." بینش نے آگے بڑھ کر بڑے ابا کی فائل اٹھائی اور گاڑی کا دروازہ بند کرتے ہوئے ایک لمحے کو ان کو چہرہ دیکھا تو ٹھٹک سی گئیں۔ بڑے ابا کے چہرے پر اچانک ہی زردی سی پھیل گئی تھی۔
"آپ ٹھیک ہیں نا؟" ماہیر نے اپنی گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کرتے ہوئے بینش کا یہ جملہ سنا اور بطور خاص بڑے ابا کے تھکے تھکے انداز کو دیکھا اور سر جھٹک کر اپنی گاڑی پارکنگ سے نکالی۔ وہ اب اڑتا ہوا اپنے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ٹریولنگ ایجنٹ کے پاس جارہا تھا۔ دو گھنٹے کی مسلسل کوشش کے بعد وہ دبئی سے لندن تک کا کنفرم ٹکٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہوچکا تھا۔ گھر واپس نکلتے ہوئے اس نے سرمد کو ضروری کاموں کی تفصیل بتائی اور بڑی اماں کو سرسری سے انداز میں تیمور کی خراب طبیعت کا بتا کر اپنے کمرے میں آگیا۔ اسے دبئی کے لیے نکلنا تھا۔

"کچھ بتاؤ تو سہی' ہوا کیا ہے تیمور کو۔" بڑی اماں بوکھلائی ہوئی ماہیر کے پیچھے پیچھے پھر رہی تھیں' جو عجلت بھرے انداز میں اپنا سامان پیک کررہا تھا۔

"بتایا نا' ہلکا سا ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔" ماہیر نے محتاط انداز میں انہیں بتایا۔

"اگر طبیعت ٹھیک ہوتی تو وہ فون پر بات تو کرتا نا مجھ سے' ماں ہوں میں اس کی۔" بڑی اماں کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ ماہیر نے اپنا ہینڈ کیری گھسیٹا اور کمرے سے باہر نکلا۔ بڑی اماں اس کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں اترنے لگیں۔ سامنے ہی بڑے ابا اپنا چیک اپ کروا کر واپس آرہے تھے۔ ان کے چہرے پر غیر معمولی سنجیدگی تھی۔

"ہارٹ کی بائے پاس سرجری ہے' مجھے ان کے پاس ہونا چاہیے۔" اس نے بطور خاص بڑے ابا کو سنانے کے لیے بلند آواز میں کہا۔

بائے پاس سرجری کا سنتے ہی بڑی اماں کی جان نکل گئی۔ وہ لاؤنج کے صوفے پر بیٹھ کر بے اختیار رو پڑیں۔

"ان شاء اللہ ٹھیک ہوجائیں گے وہ' آپ حوصلہ رکھیں بڑی اماں۔" ماہیر نے انہیں اپنے ساتھ لگا کر تسلی دی۔

"پتا نہیں کیوں' میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔ پتا نہیں کس حال میں ہوگا میرا بیٹا۔" بڑی اماں کے آنسوؤں میں تیزی آگئی۔ بڑے ابا نے چند لمحے بغور ان کو دیکھا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولے۔

"آپ چاہیں تو جاسکتی ہیں اپنے بیٹے کے پاس۔"

بڑی اماں کے ساتھ ساتھ ماہیر کو بھی ان کی بات پر جھٹکا سا لگا۔ وہ اپنے کمرے میں جاچکے تھے۔ جبکہ بڑی اماں اور ماہیر دونوں ہکا بکا انداز میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے' دونوں کو ہی یقین نہیں آرہا تھا کہ بڑے ابا کے منہ سے ایسا جملہ بھی نکل سکتا ہے۔

☆ ☆ ☆

"ویسے ایک بات ہے بیا۔۔۔" بندیا نے طیبہ کی سالگرہ کی تصویریں کھولتے ہوئے بینش کو مخاطب کیا۔ دونوں اس وقت ٹی وی لاؤنج میں تھیں۔ بینش کے سامنے میڈیکل کی کوئی کتاب کھلی ہوئی تھی جبکہ بندیا' طیبہ سے اس کی تصویروں کا البم مانگ لائی تھی اور اس وقت وہی دیکھنے میں مگن تھی۔

"کیا بات ہے۔۔۔؟" بینش کو اس کے ادھورے فقرے سے کوفت ہوئی۔

"ڈیزی باجی اور طیبہ دونوں ہی بہت خوب صورت ہیں۔۔۔" بندیا کو معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ انجانے میں بینش کو چڑا گئی تھی۔

"اور بڑی اماں تو اپنے زمانے میں قیامت ڈھاتی ہوں گی۔" بندیا کی نظریں ان سب کی تصویروں پر جمی ہوئی تھیں۔

"اب اتنی بھی خوب صورت نہیں ہیں وہ' جتنا تم متاثر ہورہی ہو۔" بینش نے بے زاری سے ناک چڑھائی۔

"پتا نہیں کیوں' مجھے تو بہت لگتی ہیں وہ۔" بندیا اپنی ہی دھن میں تھی۔

"تو تم کون سا کسی سے کم ہو۔" بینش نے ہلکا سا چڑ کر اسے یاد دلایا تو وہ مسکرا دی۔

"مجھے تمہاری یہ عادت زہر لگتی ہے۔" بینش کی بات پر اس نے حیرانی سے اس کا تپا تپا سا انداز نوٹ کیا۔

"کون سی؟" بندیا کا اب سارا دھیان اسی کی طرف تھا۔

"یہ ہی جو تم ہر ایرے غیرے سے متاثر ہوجاتی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہو۔" بینش نے اپنی میڈیکل کی کتاب غصے سے بند کردی۔

"اس میں متاثر ہونے والی کیا بات ہے' وہ لوگ واقعی بہت پیاری ہیں۔" وہ بھی اپنے موقف پر ڈٹ گئی۔

"لیکن میری طرح ذہین تو کوئی بھی نہیں ہے ان میں سے۔" بینش کی بات نے اسے حیران کیا۔

"لیکن میں آپ کے ساتھ تھوڑی مقابلہ کررہی ہوں ان کا۔" اسے احساس ہوا کہ وہ غلط موضوع پر غلط بندے کے ساتھ بحث کررہی ہے۔

"اچھا۔۔۔ مجھے تو ایسا ہی لگا تھا' جیسے تم مجھے سنا رہی ہو۔" بینش اپنے مخصوص منہ پھٹ انداز میں گویا ہوئی۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بیا۔" وہ گھبرا سی گئی۔

"آپ سے زیادہ اچھا تو اس گھر میں کوئی بھی نہیں ہے۔" بندیا نے زبردستی مسکراتے ہوئے اس کی تعریف کی۔

"تایا ابا کے گھر میں ان کے علاوہ صرف ایک ہی بندہ اچھا ہے۔" بینش کا مزاج ہلکا سا بہتر ہوا۔

"وہ کون۔۔۔؟" بندیا کو تجسس ہوا۔

"تیمور۔۔۔" بینش کے سانولے چہرے پر حیا کی ہلکی سی سرخی جھلکی۔

"وہ تو بہت بدتمیز اور منہ پھٹ ہیں' ہر دفعہ مجھے جان بوجھ کر بندریا کہتے ہیں۔" اس نے ذرا محتاط انداز میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"ارے نہیں یار۔۔۔" بینش ہنسی۔ "وہ بہت شرارتی اور زندہ دل انسان ہے' تمہیں اس کی نیچر کا اندازہ نہیں ہے' اس لیے ایسا کہہ رہی ہو۔" بینش نے اس کی طرف داری کی۔

اس کا اندازہ بندیا کو اگلے دو دن کے بعد ہی ہو گیا' وہ جو کالج میں کوئی کلاس نہ ہونے کی وجہ سے جلد گھر آگئی تھی۔ اس نے تیمور کو بڑے پریشان انداز سے ان کے پورشن سے نکلتے دیکھا۔ وہ بہت عجلت میں تھا لیکن بندیا کو دیکھ کر رک گیا۔

"تمہیں کھچڑی بنانا آتی ہے۔" اس نے اچانک ہی سامنے آکر پوچھا تو وہ ہڑبڑا سی گئی۔

"لوگوں کی نہیں' چاولوں کی۔۔۔" اس قدر پریشانی میں بھی اس کی حس مزاح عروج پر تھی۔

"کس نے کھانی ہے؟" بندیا نے سنبھل کر پوچھا۔

"اماں کی طبیعت بہت خراب ہے اور بوا رحمت دو دن کی چھٹی پر گاؤں گئی ہوئی ہیں۔" اس نے جلدی سے وضاحت کی۔

"میں بنا کر دے جاتی ہوں۔" بندیا نے اپنا کالج بیگ وہیں سیڑھیوں پر رکھا۔

"ہرگز نہیں' تم میرے ساتھ چلو' ہمارے کچن میں چل کر بنا دینا۔" اس کی فرمائش پر وہ کوفت کا شکار ہوئی۔

"ہاں یخنی بھی بنانی ہے۔" اس نے اپنی مینو لسٹ میں ایک اور چیز کا اضافہ کیا۔ بندیا تذبذب میں مبتلا ہوئی۔

"کسی بیمار بندے کی خدمت کرنے سے اللہ ثواب دیتا ہے۔" تیمور دائیں بائیں دیکھتے ہوئے لاپروائی سے گویا ہوا۔ ثواب کے چکر میں اس نے بھی مزید سوچنے کا ارادہ ملتوی کیا اور اس کے ساتھ چل پڑی۔ کچن میں پہنچتے ہی اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ سامنے سنک گندے برتنوں سے بھرا پڑا تھا۔ اس نے پریشانی سے تیمور کی شکل دیکھی جو شرمندگی سے اپنا کان کھجا رہا تھا۔

"آج اتفاق سے سارے ہی ملازم چھٹی پر ہیں۔ تم کھچڑی بنالو' میں اتنے میں کچھ کراکری واش کرلیتا ہوں۔" اس نے مشورہ دیا۔

"بہت شکریہ آپ کا' آپ جاکر اپنی اماں کے پاس بیٹھیں' میں سب سمیٹ لوں گی۔" بندیا نے سنجیدگی سے اسے منع کیا اور کیبنٹ کھول کھول کر چیزیں تلاش کرنے لگی' وہ آدھے گھنٹے کے بعد واپس آیا تو کھچڑی چولہے پر پک رہی تھی اور وہ پوری دل جمعی سے برتن دھو رہی تھی۔ تیمور نے اس کے گھنے بالوں کی چوٹی کو توصیفی نگاہوں سے دیکھا' وہ ابھی بھی کالج کے سفید

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یونیفارم میں تھی' اسے ہلکا سا افسوس ہوا۔ اسی کے ازالے کے لیے اس نے یخنی خود بنانے کا فیصلہ کرلیا۔

"آپ کیا کرنے لگے ہیں؟" بندیا نے منہ بنا کر کہا۔

"اماں کہتی ہیں' کھچڑی کے ساتھ تھوڑی سی یخنی بھی پئیں گی۔" وہ معصومیت سے گویا ہوا۔

"جب میں نے کہہ دیا ہے کہ سب کچھ بن جائے گا تو کیا مسئلہ ہے۔" بندیا کو غصہ آگیا۔

"ان کو بھوک لگی ہوئی ہے اور مجھے مسلسل ڈانٹ پڑ رہی ہے۔" تیمور نے اپنا اصل مسئلہ بتایا تو بندیا کے لبوں پر مسکراہٹ ٹھہر گئی۔ اس نے جلدی سے چکن اٹھایا اور دھو کر ایک دیگچی میں ڈالا۔ وہ ساتھ ساتھ کچن بھی سمیٹ رہی تھی۔

"ڈیزی باجی کب آئیں گی ہوسٹل سے۔۔۔؟" بندیا نے یوں ہی پوچھا۔

"ظاہر ہے' چھٹیوں میں ہی آئے گی وہ' ابھی عرصہ ہی کتنا ہوا ہے اسے یونیورسٹی گئے ہوئے۔" تیمور نے فریج سے جیم نکالا اور ڈبل روٹی پر لگا کر کھانے لگا۔

"اور طیبہ۔۔۔؟" بندیا نے اس کی دوسری بہن کا پوچھا۔

"اس کا کالج ٹرپ تین دن کے لیے لاہور گیا ہوا ہے۔" تیمور کی بات پر اسے اچھی طرح اندازہ ہوگیا کہ کچن کی حالت اس قدر ابتر کیوں ہے' کیونکہ گھر میں موجود واحد خاتون بیمار اور باقی لوگ گھر سے باہر تھے۔

"اللہ تمہیں خوش رکھے۔" وہ بڑی اماں کے لیے کھانا ٹرے میں سجا کر لے کر گئی تو انہوں نے اسے دل سے دعا دی۔ بندیا نے انہیں بیٹھنے میں مدد دی اور کھانا کھلا کر کچھ دیر تک ان کا سر بھی دباتی رہی۔

"اللہ تمہارا نصیب اچھا کرے۔" وہ مسلسل اسے دعائیں دے رہی تھیں۔ اسی دوران تیمور ایک ڈش میں کھچڑی ڈالے اندر داخل ہوا اور بڑی رغبت سے کھانے لگا۔ بندیا ایک دم شرمندہ ہوگئی۔

"میں ابھی کھانا بنا دیتی ہوں۔" اس نے جھٹ سے آفر کی۔

"اٹس اوکے' یہ بھی بڑے مزے کی ہے۔" وہ بڑی اماں کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ کھانا کھانے اور سر دبانے سے بڑی اماں کی طبیعت کافی بہتر ہوگئی تھی اور اب ان پر غنودگی سی طاری تھی۔ بندیا خالی برتن اٹھا کر کچن میں آگئی۔ ایک گھنٹے کے بعد تیمور آیا تو پورا کچن لشکارے مار رہا تھا اور وہ چکن پلاؤ کے ساتھ مٹن قورمہ بھی بنا چکی تھی۔

"واؤ۔۔۔ بڑی مزے کی خوشبو آرہی ہے۔" اس نے ڈھکن اٹھا کر اشتہا انگیز خوشبو کو اپنے اندر اتارا۔ اسی دوران تیمور کے والد ڈاکٹر جلال بڑی تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ اس وقت بندیا بڑی مہارت سے روٹیاں بنا رہی تھی' وہ ایک دم چونکے۔ بندیا نے جھٹ سے ان کو سلام کیا۔

"آپ غلام صابر کی بیٹی ہیں نا۔" انہوں نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔

"جی انکل کھانا لگاؤں؟" اس نے ڈرتے ڈرتے دریافت کیا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم ابا سے اتنا ڈرتی کیوں ہو؟" تیمور نے سبزیوں کی ٹوکری سے کھیرے نکال کر چھیلتے ہوئے پوچھا۔ تو وہ مسکرا دی۔

"بینش بتاتی ہیں کہ وہ بہت غصے والے ہیں۔" بندیا اس کے سامنے والی چھوٹی کرسی پر آن بیٹھی۔ کھانا بن چکا تھا۔

"حالانکہ اسے تو وہ کچھ بھی نہیں کہتے۔" وہ بڑی مہارت سے کھیرا چھیل رہا تھا' بندیا نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔

"انگلینڈ میں اکیلے رہنے سے کافی کاموں کی پریکٹس ہوچکی ہے۔" وہ اس کی حیرانی بھانپ کر بولا۔

"آپ انگلینڈ میں رہتے ہیں کیا؟" بندیا کو حیرت ہوئی۔

"ہاں' اسٹڈیز کے سلسلے میں' آج کل چھٹیوں میں گھر آیا ہوا ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

بندیا نے کھانا لگا دیا تھا' دونوں باپ بیٹے نے مل کر ڈائننگ روم میں کھانا کھایا تھا' جبکہ بندیا' اماں کے لیے دلیہ بنانے لگی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تمہارے ہاتھ میں بہت ٹیسٹ ہے۔" تیمور نے کچن میں آکر کہا۔
"ہاں' مجھے کوکنگ کرنا بہت پسند ہے۔" وہ برتن اٹھا کر سنک میں رکھ رہی تھی جب ایک دم سے بینش اندر آئی۔
"تم یہاں ہو اور میں اپنے پورشن میں تمہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاگل ہو رہی ہوں۔" وہ ناراضی سے اسے دیکھنے لگی' جو خاصی مصروف لگ رہی تھی۔
"تم یہ تفتیش کرنا چھوڑو اور مزے کا قورمہ' پلاؤ کھاؤ' بندیا نے بہت زبردست بنایا ہے۔"
تیمور کی آواز پر وہ چونکی۔ "تم بھی یہیں موجود ہو؟"
"ہاں نا... آج تو سارا دن اتنی ٹینشن رہی' وہ تو شکر ہے' یہ بندیا ہاتھ لگ گئی' ورنہ ہم سب تو بھوکے مارے جاتے۔" وہ لاپروائی سے اسے بتانے لگا۔
"بھئی... بندیا! کھانا نکال کر دو نا بینش کو۔" تیمور کا اپنائیت بھرا انداز بینش کو اچھا نہیں لگا۔
"وہ کیوں نکال کر دے گی' میرا اپنا گھر ہے۔" اس کے جتاتے ہوئے لہجے پر بندیا نے حیرانی سے اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ کچھ خفا خفا سی لگ رہی تھی۔ بندیا دل ہی دل میں الجھ گئی' اسے بالکل بھی پتا نہیں چلتا تھا کہ بینش کب' کہاں' کس وقت ناراض ہو جائے۔ اس وقت بھی تیمور اس کو منا رہا تھا۔
"اب کیا تم اس گھر میں مجھے مہمانوں کی طرح ٹریٹ کرو گے۔" وہ منہ پھلائے کھڑی تھی۔
"افوہ بھئی... اس حقیقت سے کس کو انکار ہے' میں تو اس لیے کہہ رہا تھا کہ تم تھکی ہوئی ہو گی۔" تیمور نے گھبرا کر وضاحت دی تو اس نے کڑے تیوروں کے ساتھ بندیا کی طرف دیکھا' جو ان دونوں سے بے نیاز برتن دھو رہی تھی۔
"بندیا! انسان' کم از کم کچن میں کام کرنے سے پہلے اپنا یونیفارم تو چینج کر لیتا ہے۔" بیا کے ناگوار انداز پر اس نے بوکھلا کر اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا جس پر تیل کا ایک بڑا سا نشان لگ چکا تھا۔
"قسم سے' بہت پھوہڑ ہو تم..." بینش نے برا سا منہ بنا کر ایک پلیٹ اٹھائی اور چکن پلاؤ ڈالنے لگی۔
"خیر' پھوہڑ تو یہ بالکل بھی نہیں ہے' بڑی زبردست کک ہے' آج تو ابا بھی کھانے کی بڑی تعریف کر رہے تھے۔" تیمور نے کھلے دل سے سراہا۔ کچن میں رکھی چھوٹی ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی بینش کا چہرہ لمحے بھر کو تاریک ہوا۔
"تایا ابا نے کھانا گھر پر کھایا ہے کیا؟"
"ہاں نا... بندیا کے ہاتھوں کی گول گول چپاتیوں کی بڑی تعریف کر رہے تھے۔" تیمور بے خیالی میں بولتا جا رہا تھا۔ بندیا کو بینش کے چہرے پر پھیلی بے زاری سے ہلکا سا خوف محسوس ہوا' وہ گھبرا کر جلدی جلدی برتن دھونے لگی۔
"ہاں' اس کا دماغ بس ان ہی کاموں میں چلتا ہے' پڑھائی کے نام سے تو جان جاتی ہے اس کی۔" بینش نے استہزائیہ انداز سے اس کا مذاق اڑایا تو پہلی دفعہ بندیا کو محسوس ہوا کہ وہ اپنے سامنے کسی کی ذرا سی تعریف بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اس کا چہرہ تپ سا جاتا اور آنکھوں میں عجیب سا رنگ ٹھہر جاتا۔
"بہت شکریہ بیٹا! آج تم نے میری بڑی مدد کر دی۔" اماں نقاہت زدہ انداز میں چلتے ہوئے کچن میں داخل ہوئیں تو وہ تینوں ہی بوکھلا سے گئے۔
"آنٹی! کسی چیز کی ضرورت تھی تو آپ بلا لیتیں' خود کیوں اٹھ کر آئیں۔" بندیا بے اختیار انداز میں چل کر ان کے پاس آئی' جبکہ وہ پورے کچن کو توصیفی نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں' یہ یقیناً" بندیا کا کارنامہ تھا جو ہر چیز صاف اور دھلی ہوئی اپنے ٹھکانے پر تھی۔
"ارے نہیں بیٹا! اب تو بخار اتر گیا ہے۔ بس تھوڑی سی کمزوری ہے۔" وہ بینش کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گئیں۔
"چائے بنا دوں آپ کو...؟" بندیا نے ان کے پاس آکر فکرمندی سے پوچھا۔
"ہاں بیٹا! اسی کے لیے آئی تھی میں۔" وہ نقاہت زدہ انداز میں مسکرائیں۔
"میں نے آپ کے لیے دلیہ بھی بنا کر رکھ دیا ہے'

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رات کو لے لیجیے گا۔" بندیا نے چائے کا پانی ساس پین میں ڈالتے ہوئے اطلاع دی۔

"اللہ بھلا کرے تمہارا بیٹا۔" اماں نے ممنون نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا' جبکہ بینش اپنی پلیٹ اٹھا کر کچن سے نکل گئی۔ تیمور اس کے پیچھے لپکا۔ بندیا' بڑی اماں کو ان کے کمرے میں چھوڑ کر ٹی وی لاؤنج کے پاس سے گزری تو تیمور کی خفا خفا سی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"بیا' تمہیں اماں کا حال تو پوچھنا چاہیے تھا۔"

"وہ بھی تو مجھے نظر انداز کر کے بندیا کے گن گانے میں مصروف تھیں۔" بینش نے جل کر جواب دیا۔ بندیا پریشانی کے عالم میں وہیں ٹھہر گئی۔

"ظاہری سی بات ہے' وہ دوپہر سے ان کی خدمت کرنے میں مصروف ہے' گن تو گائیں گی ہی وہ۔" تیمور نے اس کی حمایت کی اور ساتھ ہی بینش کی کلاس لینے کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ "لیکن تمہیں ان کی طبیعت پوچھنی چاہیے تھی۔"

"تو وہ کون سا کہیں چلی گئی ہیں' کھانا کھا کر پوچھ لوں گی۔" بینش کا مزاج برہم ہوا۔ بندیا پریشان سی کچن میں آکر سب کے لیے چائے کپوں میں ڈالنے لگی۔ سارے کاموں سے فارغ ہو کر وہ بینش کے ہمراہ وہاں سے نکلی تو اسے اندازہ ہوا کہ اس کا موڈ ٹھیک ٹھاک خراب ہے۔

"تمہیں کیا ضرورت تھی نوکروں کی طرح ان کے کام کرنے کی۔"

"تمہارے بابا' تمہیں چھوڑتے ہوئے اسپیشلی کہہ کر گئے تھے کہ وہ اپنی بیٹی کو گھر کے کاموں کے لیے نہیں پڑھنے کے لیے چھوڑ کر جا رہے ہیں' یاد ہے نا تمہیں۔" بینش کے انداز میں تلخی کا عنصر غالب ہوا۔

"لیکن وہ بیمار تھیں بیا۔" بندیا نے بوکھلا کر اسے یاد دلایا۔

"تمہیں اس گھر کا نوکر سمجھتی ہیں وہ۔" بینش کا غصہ کسی طور کم ہونے میں نہیں آرہا تھا۔ "بتاؤ' میں نے کبھی تمہیں ایسا سمجھا۔" وہ خفگی سے پوچھ رہی تھی' بندیا نے فوراً" نفی میں سر ہلایا۔

"میں ہمیشہ تمہیں اپنی چھوٹی بہن سمجھتی رہی ہوں' خبردار دوبارہ خود کو ڈی گریڈ کرنے کی ضرورت نہیں۔" وہ پتا نہیں اسے کیا سمجھانے کی کوشش میں تھی۔

"اگر ان کے ملازم چھٹی پر چلے جائیں تو یہ ان کا مسئلہ ہے' ہمارا نہیں۔" وہ بے زاری سے سر جھٹک کر گویا ہوئی۔ بندیا سر جھکائے کھڑی اس کی ڈانٹ سن رہی تھی۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ ساری دوپہر کی خواری کے بعد بھی اسے اتنی باتیں سننا پڑیں گی۔

"سارے یونیفارم کا بیڑہ غرق کر لیا ہے تم نے' اب اتار کر ماسی کو دو' وہ واش کر دے اسے اور خود بیٹھ کر اپنی اسٹڈی کرو۔" وہ نیا حکم صادر کر کے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ بندیا کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ بازو کی پشت سے اپنی آنکھیں رگڑ رہی تھی کہ تیمور نے اندر داخل ہوتے ہوئے یہ منظر دیکھ لیا۔ اسے حقیقتاً" افسوس ہوا۔

"مجھے ایک سو ایک فیصد یقین تھا کہ وہ گھر جا کر سارا غصہ تم پر اتارے گی' اسی لیے پیچھے آیا تھا۔" تیمور تاسف بھرے انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"جی نہیں' ایسی کوئی بات نہیں۔" بندیا صاف مکر گئی۔

"پھر یہ آنسو کس خوشی میں بہائے جا رہے ہیں؟" تیمور کو اس کے جھوٹ بولنے پر غصہ آیا۔

"ویسے ہی۔۔۔" بندیا نے جلدی سے دوپٹے سے اپنا چہرہ صاف کیا۔ تیمور بغور اس کا آنسوؤں میں بھیگا ہوا سرخ چہرہ دیکھنے لگا۔ بندیا کو اس کے اس ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر گھبراہٹ سی ہوئی۔

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔" وہ بوکھلا کر گویا ہوئی۔

"دیکھ رہا ہوں کہ جب معصوم لوگ جھوٹ بولتے ہیں تو ان کے چہرے کا رنگ گلابی مائل ہو جاتا ہے۔"

وہ ایک دم غصے سے کھڑی ہوئی اور اتنی ہی تیزی سے تیمور نے اس کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکے سے دوبارہ صوفے پر بٹھایا۔ اسے کرنٹ سا لگا اور وہ خوف زدہ انداز میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھوڑا سا پیچھے ہو کر بیٹھی اور غصے سے تیمور کو دیکھنے لگی' جو دلچسپ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا ہوا اس کے چھکے چھڑا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

اوریدا کی باقاعدہ اسٹڈیز شروع ہو چکی تھیں' پہلے پہل تو وہ میڈیکل کی اتنی بھاری بھر کم کتابیں دیکھ کر بوکھلا سی گئی تھی۔ اکثر لیکچر اس کے سر پر سے گزر جاتے اور وہ رشک بھری نگاہوں سے اپنے ساتھ بیٹھی عدینہ کو دیکھتی رہتی جو نہ صرف لیکچر کے دوران سوال کرتی تھی بلکہ پروفیسرز کے مشکل ترین سوالات کے جوابات بھی آسانی سے دے جاتی تھی۔

"تم بہت لائق ہو عدینہ۔" اس دن لائبریری سے نکلتے ہوئے اوریدا نے سنجیدگی سے کہا۔

"تم نے اتنی جلدی یہ سب ٹاپک کیسے پڑھ لیے۔" اوریدا چلتے چلتے رکی۔

"اس لیے کہ میں دو سال پہلے میڈیکل کے فرسٹ ایئر کی اسٹوڈنٹ تھی لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر میں نے کچھ مہینوں کے بعد چھوڑ دیا تھا۔" عدینہ کی بات پر اسے جھٹکا سا لگا۔ وہ تعجب سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا؟ اتنی حیرت سے کیوں دیکھ رہی ہو؟" عدینہ خفت کا شکار ہوئی۔

"تم نے پہلے کبھی بتایا ہی نہیں۔"

اس لیے کہ تم نے پہلے کبھی پوچھا ہی نہیں۔" اس نے بھی شرارت سے اسے لاجواب کیا۔

"میں تو یہ بات سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔" اوریدا نے مسکرا کر کہا' وہ دونوں اسپورٹس گراؤنڈ کی طرف نکل آئی تھیں اور اب ایک اونچی سی جگہ پر بیٹھ کر موسم سرما کی دھوپ سینکنے لگیں۔

"تم نے اس وقت اسٹڈیز کیوں چھوڑ دی تھی۔" اوریدا کو اچانک ہی خیال آیا۔

"میں خود سے خفا ہو گئی تھی۔" عدینہ نے ایک دفعہ پھر اسے حیرت میں مبتلا کیا۔

"کیا انسان خود سے بھی ناراض ہو سکتا ہے؟"

اوریدا سادگی سے اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھنے لگی۔ وہ ایک دم ہی افسردگی کا شکار ہوئی تھی۔

"ہاں جب انسان خود سے خفا ہوتا ہے تو ہر وہ کام کرنے لگتا ہے' جس سے اس کی ذات کو کسی نہ کسی حوالے سے کوئی تکلیف یا رنج پہنچتا ہو۔ ایسے عالم میں انسان اپنی ہر خوشی اور ہر خواہش سے دستبردار ہو جاتا ہے۔ وہ دانستہ طور پر ایسے کام کرنے لگتا ہے جس سے اسے اور اس کے پیاروں کو دکھ پہنچتا ہو۔" عدینہ کا انداز اسے بڑا فلسفیانہ لگا۔

"تم بعض دفعہ بہت مشکل باتیں کرنے لگتی ہو عدینہ۔" اس کے منہ بنانے پر عدینہ مسکرا دی۔

"اچھا چھوڑو' ان باتوں کو ذرا میرے ساتھ ایڈمن بلاک تک چلو' ایک ضروری کام ہے۔" وہ عدینہ کے کہنے پر خاموشی سے اس کے ساتھ چل دی۔ دونوں کے درمیان کافی دوستی ہو چکی تھی اور دونوں ہی ایک دوسرے کا خیال رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتی تھیں۔ وہ دونوں عدینہ کا کام کروا کر ایڈمن بلاک سے نکل رہی تھیں' جب اوریدا نے ارصم کو بڑے ابا اور اپنے پروفیسر رضوی کے ساتھ اندر آتے دیکھا' وہ پرجوش انداز سے ان کی طرف بڑھی۔

"ہیلو اوریدا۔" ارصم نے اسے دیکھ کر ہاتھ لہرایا۔ عدینہ کی آنکھوں میں بھی شناسائی کے رنگ ابھرے۔

"السلام علیکم بڑے ابا۔" اوریدا نے بڑے پرجوش لہجے میں ڈاکٹر جلال کو سلام کیا اور انہوں نے محض سر کے اشارے سے جواب دیا۔ ان کا چہرہ ہمیشہ کی طرح سپاٹ تھا۔ جب کہ ان کے ساتھ کھڑے پروفیسر رضوی دلچسپ نگاہوں سے اوریدا اور عدینہ کو دیکھ رہے تھے۔

"پروفیسر جلال یہ بچی آپ کی کیا لگتی ہے؟" پروفیسر ڈاکٹر رضوی نے حیرانی سے پوچھا' وہ اوریدا کی کلاس کو اناٹومی پڑھاتے تھے۔

"تیمور کی بیٹی ہے۔" بڑے ابا کے تعارف پر اوریدا کو ہلکی سی مایوسی ہوئی جبکہ ارصم اور عدینہ خوشگوار حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تو ایسے کہیں ناں' آپ کی پوتی ہے۔" پروفیسر رضوی بے ساختہ مسکرائے۔
"جی۔" ڈاکٹر جلال نے لاپروا انداز میں کہتے ہوئے اپنی رسٹ واچ دیکھی اور پھر ارصم کی طرف دیکھ کر بولے۔ "تم نے اگر اوریدا سے کوئی بات کرنی ہے تو کر لو' میں رضوی کے آفس میں ہوں۔"
"جی بڑے ابا۔" ارصم نے اثبات میں سر ہلایا۔ بڑے ابا' پروفیسر رضوی کے ساتھ ایڈمن بلاک کی جانب بڑھ گئے۔
"ہائے عدینہ! کیسی ہو؟" ارصم' اوریدا کو چھوڑ کر بڑے خوشگوار لہجے میں عدینہ سے مخاطب ہوا تو اوریدا کو جھٹکا لگا۔
"تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو؟" وہ تعجب سے دونوں کو دیکھ رہی تھی' اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی جواب دیتا وہ خود ہی اپنے ماتھے پر ہاتھ مار کر ہنس پڑی۔ "ارے ہاں ارصم تمہارا کلاس فیلو رہا ہو گا' تم نے بتایا تو تھا کہ تم نے پہلے بھی ایڈمیشن لیا تھا۔" اوریدا نے خود سے اندازہ لگایا اور ان دونوں نے اس کی تردید کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔
"آپ اوریدا کے کیا لگتے ہیں؟" عدینہ مسکراتے ہوئے ارصم سے مخاطب ہوئی۔
"میری کزن ہے یہ' ہم ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔" ارصم کی بات پر اس دفعہ حیران ہونے کی باری عدینہ کی تھی۔
"اوہ دیٹس گریٹ.... ہم دونوں کلاس فیلوز ہی نہیں روم میٹس بھی ہیں۔" عدینہ نے جھٹ سے اسے اطلاع دی۔
"اور بہت اچھے فرینڈز بھی...." اوریدا نے فوراً" ہی اس کے جملے میں اضافہ کیا۔
"اچھا تو وہ تم ہو جس کے نام کی تسبیح آج کل اوریدا صبح و شام پڑھ رہی ہے۔" ارصم نے شرارت سے اوریدا کو چھیڑا تو عدینہ مسکرا دی۔ ارصم انہیں لے کر کیفے ٹیریا میں چلا آیا تھا۔ اوریدا اس اچانک ملاقات پر بہت خوش تھی۔

"تمہارا کزن بہت اچھا انسان ہے اوریدا۔" رات کو ہاسٹل کے کمرے میں عدینہ نے کتاب سے سر اٹھا کر اچانک کہا تو اپنے بیڈ پر بیٹھی اوریدا کی آنکھوں میں ایک ساتھ کئی دیے چمک اٹھے۔
"ہاں' اس میں تو کوئی شک نہیں' تمہیں پتا ہے' وہ میرا بیسٹ فرینڈ ہے۔" اوریدا نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔
"ہاں.... وہ کسی کا بھی بہترین دوست ہو سکتا ہے۔" عدینہ کے لہجے میں افسردگی در آئی۔ وہ جلدی سے اپنی گود میں رکھی میڈیکل کی کتاب پر جھک گئی۔ کمرے میں خاموشی کا پردہ بڑی خوب صورتی سے حائل ہو گیا تھا۔
"تم نے کبھی کسی سے محبت کی ہے اوریدا....؟" عدینہ نے اپنی کتاب سے سر اٹھا کر اچانک پوچھا تو وہ تعجب سے اسے دیکھنے لگی۔
"تمہیں کیا سوجھی' آدھی رات کو یہ سوال کرنے کی؟" اوریدا نے اپنا کمبل پھیلا لیا۔
"اس لیے کہ جو لوگ دنیا سے بے نیاز' اپنی ہی دھن میں رہتے ہیں' ان کے دل کی دنیا بڑی آباد اور روشن ہوتی ہے۔ تمہیں دیکھ کر ایسا ہی لگتا ہے۔" عدینہ کی وضاحت پر وہ مسکرا دی۔
"ہاں میں ہر کسی کے ساتھ فری نہیں ہوتی' مجھے انجان لوگوں سے بڑی الجھن ہوتی ہے۔" اوریدا کے سنجیدہ انداز پر عدینہ نے لاپروائی سے سر ہلایا۔
"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔" وہ اٹھ کر کھڑکی کا پردہ ٹھیک کرنے لگی' موسم ایک دم ہی سرد ہو گیا تھا۔
"کون سا...." اوریدا کا دھیان بٹ چکا تھا۔
"یہ ہی کہ تم نے کبھی کسی سے محبت کی ہے؟" عدینہ نے ہاتھوں کو رگڑتے ہوئے سردی کی شدت کو کم کیا۔
"دانستہ طور پر تو کبھی محبت نہیں کی میں نے۔" اوریدا نے اس کی بات کو مزاح کا رنگ دینے کی کوشش کی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"چلو غیر دانستہ طور پر کی ہے کبھی...؟" وہ ابھی بھی اپنے سوال پر ڈٹی ہوئی تھی۔
"ہاں..." اوریدا نے سر جھکا کر کہا' جیسے کوئی اپنے جرم کا اعتراف کرتا ہو۔ عدینہ مسکرادی۔
"اور تم نے..." اوریدا نے ہلکا سا جھک کر پوچھا۔
"میں نے بھی اس شہر سے دور' بستے ہوئے ایک شخص کو چاہا تھا بہت..." عدینہ نے کھل کر اعتراف کیا تو وہ حیران رہ گئی۔
"پھر...؟" اوریدا نے بے تابی سے پوچھا اور کرب کا احساس عدینہ کی آنکھوں میں ٹھہر گیا۔
"پھر وہ مر گیا..." عدینہ کی بات نے اوریدا کی قوت گویائی سلب کرلی۔ "جب کوئی محبت دنیا کے میلے میں بچھڑ جائے تو وہ انسانوں کی نگری میں تو مر جاتی ہے لیکن اس شخص کے دل میں ہر روز زندہ ہوتی ہے اور اس انسان کو جیتے جی ہر روز ہی مارتی ہے۔ محبتوں کی قسمت میں لکھی دائمی جدائیوں کو کبھی زوال نہیں آتا۔" عدینہ افسردگی کی انتہا پر تھی۔
"عدینہ کون تھا وہ...؟" اوریدا نے اس کے رنجیدہ چہرے سے نظریں چرا کر پوچھا۔
"محبت کا کوئی نام نہیں ہوتا ہے' وہ تو کسی بھی روپ میں ہو' کسی بھی نام سے ہو' بس روح کو ٹھنڈک پہنچاتی ہے۔" عدینہ کی آنکھیں نم ہوئیں۔ اوریدا کو ایسے لگا جیسے وہ بھی کسی کرب کے صحرا میں اتر آئی ہو۔
"تم ٹھیک کہتی ہو' محبت کا کوئی ایک نام نہیں ہوتا۔" اوریدا کا دل ایک دم ہی اچاٹ ہو گیا۔ ارصم کا ہنستا مسکراتا چہرہ اس کے سامنے روشن ہوا تو آنکھوں نے کچھ اور پڑھنے سے انکار کردیا۔ ایک دلفریب سی مسکراہٹ اوریدا کے لبوں پر ٹھہر گئی۔
"تم ارصم جاوید سے محبت کرتی ہو نا؟" کمرے کے سناٹے میں عدینہ کی آواز گونجی۔ اوریدا کو جھٹکا لگا' وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئی اور پھٹی پھٹی سی نگاہوں سے عدینہ کو دیکھنے لگی۔
"تمہیں کس نے بتایا؟" وہ پریشان ہوئی۔
"تم نے۔ اس لیے کہ اسے دیکھتے ہی تمہاری آنکھوں میں جگنوؤں کے قافلے ٹھہر گئے تھے اور تمہارے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ نے ڈیرہ جمالیا تھا' تم اس کے ساتھ تھیں اور تمہیں دنیا کی پروا نہیں تھی۔" عدینہ کی بات پر اوریدا خفت میں مبتلا ہوئی۔
"کیا واقعی ایسا تھا؟" اوریدا کی پریشانی میں اضافہ ہوا۔
"ظاہر ہے... ورنہ مجھے الہام تو ہونے سے رہا۔" عدینہ نے ہلکے پھلکے انداز میں اسے چھیڑا۔ "ویسے لڑکا اچھا ہے اور تم دونوں کا کپل بہت کیوٹ لگے گا۔"
"لیکن مجھے معلوم ہے' یہ کپل کبھی بھی نہیں بن سکتا۔" اوریدا اداس ہوئی۔
"وہ کیوں...؟" عدینہ الجھن بھرے لہجے میں بولی۔
"ارصم کی والدہ مجھ سے شدید نفرت کرتی ہیں اور وہ اپنی مدر سے بہت محبت کرتا ہے' مجھے معلوم ہے' وقت کے ترازو میں جب بھی ہم دونوں کی محبتوں کو تولا جائے گا' ارصم کی مدر کا پلڑا بھاری رہے گا۔" اوریدا نے رنجیدہ لہجے میں کہا اور کمبل اوڑھ لیا۔ عدینہ نے اس کے دکھ کو اپنے دل کے اندر اترتا ہوا محسوس کیا۔

☆ ☆ ☆

"ماہیر مجھے بتائے بغیر انگلینڈ کیسے جاسکتا ہے؟" شانزے کو سرمد کی بات پر یقین نہیں آرہا تھا اور وہ پچھلے بیس منٹ سے آفس میں اس کا سر کھا رہی تھی' جبکہ سرمد اس وقت اپنا لیپ ٹاپ کھولے ایک ضروری ای میل کرنے میں مصروف تھا۔
"بتایا نا... اس کے فادر کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی۔" سرمد نے اسے مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ اتنا تو اسے بھی علم تھا کہ وہ جب تک سر پر سوار رہے گی' وہ کوئی بھی کام دلجمعی سے نہیں کرپائے گا۔
"لیکن اسے بتا کر جانا چاہیے تھا مجھے..." شانزے جھنجلا سی گئی۔
"یار بہت ایمرجنسی میں گیا ہے وہ..." سرمد اس کی ضد پر کوفت کا شکار ہوا۔
"بندہ کم از کم ایک فون کال تو کرسکتا ہے۔" وہ خفگی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے کرسی پر بیٹھ گئی۔
"اب اس کی کال آئے گی تو تمہارا شکوہ پہنچادوں گا اس تک۔ وہ تمہیں کال کرلے گا۔ سرمد نے اسے بہلانے کی کوشش کی۔
"کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں ہرگز اس سے بات نہیں کروں گی۔" شانزے کے ناراض لہجے پر سرمد نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔
"کیا پرابلم ہے شانزے؟ انسان کے ساتھ کوئی ایمرجنسی بھی تو ہوسکتی ہے۔" وہ سنجیدہ ہوا۔
"وہ جب آپ کو کال کرسکتا ہے تو مجھے کیوں نہیں۔" وہ ہٹ دھرمی سے گویا ہوئی۔
"مجھے کال کرنا تو اس کی مجبوری تھی، کیونکہ آفس کے اہم معاملات کو میرے علاوہ اور کون دیکھ سکتا تھا بھلا۔" سرمد نے اپنے مخصوص نرم انداز سے اسے سمجھانے کی کوشش کی جو اس وقت منہ پھلائے اس کے سامنے بیٹھی تھی۔
"میرا کمرشل کب آن ایر ہوگا۔" اس نے ناراض لہجے میں بات بدلی۔
"تمہیں بتایا نہیں تھا ماہیر نے۔" سرمد نے حیرانی سے پوچھا۔
"بتایا تو تھا لیکن وہ خود تو انگلینڈ چلا گیا ہے۔" شانزے نے اسے یاد دلایا۔
"سو واٹ۔ وہ کہیں بھی چلا جائے جو کام جس ڈیٹ کو آن ایر ہونا ہے، وہ تو ہوگا نا۔" سرمد کی بات پر اسے کچھ تسلی ہوئی۔
"بہرحال۔ آپ اپنا کام کریں، میں چلتی ہوں۔" شانزے نے اپنا بیگ اٹھایا تو سرمد نے ایک دفعہ پھر لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھا۔
"آفس کے ڈرائیور کو کہو، وہ چھوڑ آئے گا تمہیں۔" سرمد کو اس کی ہر چیز کا دھیان رہتا تھا۔
"تو تھینکس۔" وہ منہ بناتے ہوئے بے زاری سے کمرے سے نکل گئی، سرمد کو حیرانی تو ہوئی لیکن اس وقت اس کے لیے وہ ای میل اہم تھی، اس لیے وہ سر جھٹک کر اپنے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوگیا اور شانزے جیسے ہی بلڈنگ سے باہر نکلی سامنے سے آتے یاور صاحب سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔
"ارے شانزے، کیسی ہیں آپ۔؟" یاور صاحب کا چہرہ اسے دیکھتے ہی کھل اٹھا۔
"فائن۔" شانزے کا موڈ کچھ خراب تھا، اس لیے اس نے مختصر سا جواب دیا۔
"آپ کے لیے ایک شان دار آفر ہے میرے پاس۔" یاور صاحب نے مسکراتے ہوئے شانزے کا خفا خفا سا چہرہ غور سے دیکھا۔
"میں نے آپ کو بتایا تو تھا کہ مجھے لان کا ایڈ نہیں کرنا۔" اس نے بے زاری سے جواب دیا۔
"یہ ایڈ نہیں۔ ایک میگا سیریل پروجیکٹ ہے۔ بہت اچھی پے منٹ کرواؤں گا آپ کو۔" یاور صاحب نے فوراً ہی اسے گھیرنے کی کوشش کی۔
"اچھا۔ کتنی اچھی پے منٹ کروائیں گے آپ۔؟" شانزے نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔ اس کا ان کے سیریل میں کام کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔
"ویسے نئے چہروں کو کم ہی پے کرتے ہیں لیکن میں اپنے اسپیشل کانٹیکٹ استعمال کرواکے آپ کو آٹھ لاکھ تک پے منٹ دلوا سکتا ہوں۔" یاور صاحب کی بات پر اسے جھٹکا لگا۔
"آٹھ لاکھ۔" شانزے کے منہ سے بے اختیار پھسلا۔ بہرحال یہ کوئی کم رقم نہیں تھی۔
"اور نیکسٹ پروجیکٹ اس سے بھی اچھا کرواؤں گا۔" یاور نے اسے مزید گھیرا۔
"لیٹس سی۔" شانزے نے اسے ٹالنے کی کوشش کی۔ وہ ماہیر سے وعدہ کرچکی تھی اور اسے ہر حال میں اسے نبھانا تھا۔
"یہ میرا وزیٹنگ کارڈ ہے، آپ سوچ کر جواب دے دیجیے گا مجھے۔" انہوں نے ایک کارڈ اس کی جانب بڑھایا، جسے کچھ سوچ کر شانزے نے تھام لیا۔
"ویسے میں آپ کو بتادوں کہ میں کوئی زیادہ انٹرسٹڈ نہیں ہوں آپ کے پروجیکٹ میں۔" شانزے نے انہیں اندھیرے میں رکھنا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ اب

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اپنی رسٹ واچ پر نظر ڈال کر دائیں بائیں ٹیکسی کی تلاش میں دیکھنے لگی۔ یاور کو اندازہ ہو گیا کہ اس کے پاس اپنی گاڑی نہیں ہے۔

"مس شانزے! ایک بات کہوں' اگر آپ برا نہ مانیں تو۔۔۔" وہ محتاط انداز میں گویا ہوا۔

"جی فرمایئے۔۔۔" شانزے نے شان بے نیازی سے کہا۔

"کم از کم ایک دو پروجیکٹس کر کے اچھی سی گاڑی تو لے لیں' اس طرح لوکل ٹرانسپورٹ پر سفر کرنا مناسب نہیں لگتا۔" یاور صاحب نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا۔ شانزے کا چہرہ احساس توہین سے لمحے بھر کے لیے سرخ ہوا۔

"الو کا پٹھا۔۔۔" اس نے دل ہی دل میں اسے کوسا اور زبردستی مسکراتے ہوئے بولی۔

"آپ کے مشورے کا شکریہ' گاڑی میں ویسے بھی لے سکتی ہوں اور آفس کی طرف سے بھی گاڑی ملی ہوئی ہے مجھے' اس وقت ڈرائیور کسی کام سے نکلا ہوا ہے۔ اینی ہاؤ' آپ کا بہت بہت شکریہ۔" شانزے نے جھوٹ بولتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔

"ماہیر ٹھیک کہتا ہے' یہ ہے ہی کمینہ انسان۔" وہ ایک ٹیکسی کو روکتے ہوئے دل میں سوچ رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ایک گاڑی لینے کا پختہ ارادہ بھی کر چکی تھی۔

☆ ☆ ☆

بڑی اماں کی شوگر کنٹرول میں نہیں آ رہی تھی اور بلڈ پریشر۔۔۔ کا مسئلہ بھی آج کل زوروں پر تھا۔ اس وقت بھی وہ دوا کھا کر بیڈ پر بیٹھی دونوں ہاتھوں سے اپنا سر دبا رہی تھیں۔ ڈاکٹر جلال ان کے سامنے راکنگ چیئر پر آنکھیں بند کیے بیٹھے تھے اور ان کی گود میں میڈیکل کا ایک انٹرنیشنل میگزین رکھا ہوا تھا۔ بوا رحمت ہلکا سا دروازہ کھٹکھٹا کر اندر داخل ہوئیں' انہوں نے چھوٹی ٹرے میں ایک کپ چائے کا رکھا ہوا تھا جو وہ بڑی اماں کے لیے لائی تھیں۔

"درد کچھ کم ہوا بیگم صاحبہ۔۔۔؟" بوا رحمت نے فکرمندی سے پوچھا۔

"یہ درد تو لگتا ہے اب مرنے کے بعد ہی جان چھوڑے گا۔" وہ بے زاری سے بڑبڑائیں۔ جلال صاحب نے آنکھیں کھول کر اپنی زوجہ محترمہ کو دیکھا۔ جو پچھلے تین دن سے حد درجہ پریشان تھیں اور وہ ان کی پریشانی کی اصل وجہ سے بخوبی واقف تھے۔

"آپ نے خوامخواہ سے اوریدا بی بی کو ہوسٹل بھجوا دیا۔ گھر میں تو آج کل الو ہی بولنے لگے ہیں۔" بوا رحمت اکتاہٹ بھرے انداز میں بولیں۔

"میں نے کہاں بھجوایا ہے۔ باپ بیٹے کی کارستانی ہے' آپ خود باہر جا کر بیٹھ گئے ہیں اور پورے گھر میں ہول اٹھتے رہتے ہیں مجھے۔" بڑی اماں ان سے بھی زیادہ بے زاری کا شکار تھیں۔

"تیمور میاں کی کیسی طبیعت ہے اب۔۔۔" بوا رحمت نے جلال صاحب کے ڈر سے سرگوشی میں پوچھا' یہ اور بات کہ ان کی سرگوشی' کمرے کی خاموشی میں انہوں نے بڑے آرام سے سن لی تھی۔

"مجھ سے تو بات چھپانے کی بیماری ہے انہیں۔ اب بھی وہ ماہیر کا بچہ کہاں بات کرواتا ہے میری۔" وہ جھنجلا کر بولیں۔

"اتنی ہی زیادہ ٹینشن ہے تو خود کیوں نہیں چلی جاتیں باہر۔" جلال صاحب سکون سے گویا ہوئے۔

"چلی جاؤں گی جب جانا ہو گا۔" نقاہت زدہ آواز میں بھی ان کا چڑچڑا پن نمایاں تھا۔ وہ آج کل بات بات پر لڑنے کے بہانے ڈھونڈتی تھیں۔

"طیبہ بیٹا کو فون کر دوں کیا؟" بوا رحمت نے ان کا دھیان بٹانے کے لیے مشورہ دیا۔

"کوئی ضرورت نہیں۔" انہوں نے بے زاری سے ٹوکا۔ "جب مر جاؤں گی تو ایک دفعہ ہی اکٹھا کر لینا سب کو۔ جیتے جی تو حسرت ہی رہے گی مجھے کہ سب مل کر بیٹھیں۔" وہ ناراضی سے چائے کی پیالی ایک طرف رکھ کر لیٹ گئیں اور آنکھیں بند کر لیں۔

جلال صاحب نے اس دفعہ غور سے ان کا چہرہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دیکھا ـــــــ ان کی آنکھوں سے ایک پتلی سی آنسوؤں کی لکیر بہتی ہوئی آرہی تھی۔ ان کا اپنا دل تاسف کے گہرے احساس سے بھر گیا۔ انہوں نے جلدی سے سیل فون نکالا اور سرمد کا نمبر ملایا۔ دوسری طرف وہ ان کی کال پر حیران پریشان تھا۔

"گھر آکر اپنی نانو کا پاسپورٹ لے جاؤ اور ویزے کے لیے اپلائی کردو۔" ان کی اس بات پر بھی بڑی اماں نے آنکھیں نہیں کھولیں' وہ اپنے مجازی خدا کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھیں۔

"جی بڑے ابا' میں آکر لے جاتا ہوں۔" سرمد نے بوکھلا کر جواب دیا۔

"مجھے نہیں جانا کہیں پر بھی۔۔۔" انہوں نے بھیگے ہوئے لہجے کے ساتھ کہا۔

"جانے یا نہ جانے کا فیصلہ بعد میں کرلیجئے گا' فی الحال اپنا پاسپورٹ نکال کر رکھیں' سرمد آرہا ہے۔" وہ سپاٹ لہجے میں کہہ کر کمرے سے نکل گئے بوا رحمت نے خوش گوار حیرت سے ان کا چہرہ دیکھا۔

"بیگم صاحبہ! یہ انقلاب کیسے آگیا آخر۔۔۔ برف پگھل کیسے گئی۔۔۔" بوا رحمت ابھی تک حیرانی کا شکار تھیں۔

"کہاں پگھلی ہے برف؟ ورنہ بچہ اتنا بیمار ہے' بندہ ایک کال کرکے تو پوچھ سکتا ہے۔" بڑی اماں کو آج کل اپنے میاں سے شکایتیں ایک دم ہی بڑھ گئی تھیں۔

"یہ بھی تو کوئی چھوٹی بات نہیں' جو آپ کو جانے کی اجازت دے دی ہے انہوں نے' ورنہ تو اس بات پر بھی نہیں آتے تھے۔" بوا رحمت نے انہیں یاد دلایا۔

"ہاں کہتی تو تم ٹھیک ہو بوا' خیر میری وارڈروب کی دراز میں رکھا بیگ پکڑاؤ مجھے' پاسپورٹ نکال کر رکھوں' ورنہ سرمد شور مچائے گا۔" بڑی اماں کی بات پر وہ خوش گوار حیرت کا شکار ہوئیں۔ "کیا واقعی۔۔۔ آپ تیمور میاں کے پاس جارہی ہیں؟"

"سوچ رہی ہوں ایک چکر لگا ہی آؤں' زمانے گزر گئے اپنے بچے کی شکل دیکھے ہوئے۔" وہ اداس ہوئیں۔

"اوریدا کو بتایا ہے آپ نے اس کے باپ کی بیماری کا۔۔۔" بوا کو اچانک یاد آیا۔

"توبہ کرو بوا' بھول کر بھی نام نہ لینا اس کے سامنے۔ ایسا آنسوؤں کا طوفان آئے گا کہ سنبھالنا مشکل ہوجائے گا۔" بڑی اماں کی بات پر بوا رحمت نے فوراً" کانوں کو ہاتھ لگائے اور وارڈروب کھول کر ان کا پاسپورٹ نکالا۔ ایک گھنٹے کے بعد سرمد وہاں پہنچ چکا تھا اور اس کے جانے کے دو گھنٹے کے بعد طیبہ ہانپتی کانپتی وہاں پہنچیں۔

"اماں۔۔۔ یہ میں کیا سن رہی ہوں؟" طیبہ کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

"سچ مانو تو مجھے بھی یقین نہیں آرہا۔" بڑی اماں اپنے بیٹے سے ملنے کی خوشی میں ایک دم ہی ہشاش بشاش ہوگئی تھیں۔

"تیمور بھائی کی طبیعت خاصی بہتر ہے' میری آج بات ہوئی ہے ماہیر سے۔" انہوں نے اپنی بادامی رنگ کی شال اتارتے ہوئے انہیں اطلاع دی۔

"اتنی ہی بہتر ہے طبیعت تو وہ بات کیوں نہیں کرواتا مجھ سے۔۔۔" بڑی اماں کو ان کی بات کا بالکل یقین نہیں آیا۔

"آپ کو پتا تو ہے باہر کے ملکوں میں مریضوں کا کتنا خیال رکھتے ہیں۔ اسپتال میں بات کرنے کی اجازت نہیں ہوگی نا۔" طیبہ نے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

"رہنے دو بھئی' میں سب جانتی ہوں' میں کون سا پہلی دفعہ جارہی ہوں باہر۔" بڑی اماں آج کسی کو بھی لفٹ کروانے کے موڈ میں نہیں تھیں۔

"اچھا اماں! اگر اب آپ جارہی ہیں تو موقع دیکھ کر تیمور بھائی سے بات کرلیجئے گا نا۔" طیبہ نے ساتھ ہی فرمائش کردی۔

"کون سی بات۔۔۔؟" وہ حیران ہوئیں۔

"سرمد اور اوریدا کی شادی کی۔" کمرے میں داخل ہوتے سرمد نے اپنی ماں کی بات بقائمی ہوش و حواس سنی تھی' اور اس کے دل میں امیدوں کے کئی چراغ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایک ساتھ جل اٹھے تھے۔ تب ہی تو وہ مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔

"ہاں ہاں دیکھوں گی۔" بڑی اماں نے اپنی بیٹی کو دلاسا دیا۔

"لو بھئی سرمد آگیا۔" طیبہ نے اپنے سب سے بڑے بیٹے کو مسکرا کر دیکھا' جو مصروف انداز میں اپنے سیل فون پر کوئی نمبر ڈائل کر رہا تھا۔

"کیا بنا میرے پاسپورٹ کا؟" بڑی اماں کے انداز میں بے چینی کا عنصر غالب تھا۔

"ان شاء اللہ دو چار دن میں لگ جائے گا ویزا' میں نے اپنا ایک خاص سورس استعمال کیا ہے۔" سرمد نے انہیں تسلی دی۔

"چلو اچھا ہے۔ ہاں اوریدا کے لیے کچھ چیزیں بھجوانی تھیں میں نے ہوسٹل۔" انہیں اچانک یاد آیا۔

"کوئی مسئلہ نہیں' میں جا کر دے آؤں گا۔" سرمد نے جھٹ سے آفر کی۔ طیبہ نے چونک کر بیٹے کو دیکھا' جس کے چہرے پر اوریدا کے نام پر چمک سی آجاتی تھی' اتنا تو انہیں بھی اندازہ تھا کہ وہ اوریدا کو پسند کرتا ہے اور انہیں بھی اس چیز پر کوئی اعتراض نہیں تھا' لیکن اس وقت وہ سر جھٹک کر دوبارہ اپنی والدہ سے گفتگو میں مصروف ہو گئیں۔

☆ ☆ ☆

بینش بیگم بڑے مصروف انداز میں اپنے پورشن میں گھوم رہی تھیں' صبح ہی سے ملازموں کی شامت آئی تھی اور وہ بے چارے بوکھلائے ہوئے پورے گھر میں گھوم رہے تھے۔

"وہ دیکھو ذرا ڈرائنگ روم کے کونے میں جالا لگا ہوا ہے۔ تم لوگوں کو آخر یہ سارا گند نظر کیوں نہیں آتا۔" وہ غصے سے چیخیں تو لاؤنج میں اخبار پڑھتے آغا جی کو فت کا شکار ہوئے۔ انہوں نے بے زاری سے اپنی اکلوتی بیٹی کی طرف دیکھا۔

"یہ سالانہ صفائی کس خوشی میں ہو رہی ہے آخر...؟" وہ منہ بنا کر بولے۔

"ارصم کی پھوپھو اور ان کی بیٹی آرہی ہیں سان فرانسسکو سے۔" بینش نے انہیں اطلاع فراہم کی۔

"کون سی پھپھو..." انہوں نے طنزاً پوچھا۔

"ایک ہی تو تھیں' عمیرہ نام تھا جن کا۔" بینش ان کا طنز نہیں سمجھیں۔

"اچھا... ان کو بھی یاد آگیا کہ ان کی ایک بیوہ بھابھی اور بھتیجا بھی ہے۔" ان کا لہجہ ہنوز طنزیہ تھا۔ انہیں اپنی بیٹی کی اکلوتی نند سے بڑا گلہ تھا' جو عید بقر عید پر ہی کبھی کبھار فون کرنے کی زحمت کرتی تھیں اور اب کافی سالوں کے بعد پاکستان آرہی تھیں۔

"اب کیا کہہ سکتا ہے بندہ۔" وہ ہلکا سا شرمندہ ہوئیں۔

"اور آپ نے مجھے بتانا تک مناسب نہیں سمجھا۔" آغا جی کو اچانک ہی یاد آیا تو انہوں نے بھی خفگی کا اظہار کر دیا۔

"مجھے تو خود رات پتا چلا ہے کہ کل شام کی فلائٹ ہے ان کی..." وہ ناک پر دوپٹا رکھ کر لاؤنج میں ان کے پاس آن بیٹھیں۔ فضا میں ہلکی ہلکی سی گرد نے ڈیرے ڈال رکھے تھے اور انہیں ڈسٹ الرجی کی شکایت تھی۔

"کس سلسلے میں آرہی ہیں وہ..." آغا جی نے ہاتھ میں پکڑا اخبار میز پر رکھا۔

"بیٹے کی شادی کے سلسلے میں..." بینش نے مختصراً بتایا۔

"اچھا تو پاکستانی لڑکی کی تلاش میں آرہی ہیں وہ..." آغا جی نے اندازہ لگایا۔

"نہیں..." بینش فوراً بولیں۔ "لڑکی تو مل چکی ہے انہیں' شادی کی ڈیٹ فکس ہے اور اسی سلسلے میں آمد ہو رہی ہے ان کی۔"

"تو شادی کیا اس گھر میں آکر کریں گی؟" آغا جی کو پریشانی لاحق ہوئی۔

"ظاہر سی بات ہے آغا جی! دو ہی تو بہن بھائی تھے جاوید اس بے چاری کا ہمارے سوا کون ہے۔" بینش

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

نے اپنی نند کی طرف داری کرتے ہوئے جواب دیا۔ جو آغا جی کو بالکل بھی پسند نہیں آیا۔

"اپنے مطلب کے لیے انہیں۔ بھابھی کی یاد آگئی پاکستان میں' آگے پیچھے تو کبھی مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔" انہوں نے اپنی ناپسندیدگی برملا اظہار کیا۔

"کیا ہوگیا ہے آغا جی آپ کو۔۔۔ آپ کا دل اور ظرف اتنا چھوٹا تو نہیں تھا۔" بینش کوفت کا شکار ہوئیں۔

"میرا ظرف' کم از کم خوغرض اور مطلبی لوگوں کے لیے بڑا نہیں ہے۔" آغا جی نے بے نیازی سے وضاحت کی۔

"آپ کا مزاج کیوں برہم ہے آج؟" بینش حیران لہجے میں بولیں۔

"کچھ نہیں' طبیعت کچھ عجیب سی ہو رہی ہے۔" وہ اخبار رکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اب کہاں جا رہے ہیں آپ؟" بینش ان کی خرابی طبیعت کا سن کر فطری پریشانی کا شکار ہوئیں۔

"جلال بھائی اور بھابھی کا حال پوچھنے جا رہا ہوں' سنا ہے بھابھی کی طبیعت کچھ ناساز ہے۔" انہوں نے لاپروائی سے کہا۔

"ہاں تائی اماں۔۔۔ آج کل بڑی اکھڑی اکھڑی سی پھر رہی ہیں۔" انہوں نے ناک چڑھا کر اپنے مخصوص تیکھے انداز میں تبصرہ کیا۔

"سنا ہے تیمور کی طبیعت ٹھیک نہیں؟" انہوں نے لاؤنج کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے یوں ہی کہا۔ ان کی بات سنتے ہی بینش کی تیوری کے بل گہرے ہوئے۔

"آپ کو پتا ہے مجھے تیمور میں کوئی انٹرسٹ نہیں۔ وہ بیمار ہو یا ٹھیک' یہ اس کا اور اس کی فیملی کا مسئلہ ہے' میرا نہیں۔" وہ ایک دم ہی چڑ گئیں اور آغا جی حیرانی سے اپنی بیٹی کا چہرہ دیکھنے لگے جو اتنے سالوں کے بعد بھی اپنے دل میں چھپی نفرت اور بغض کو کم نہیں کر پائی تھیں۔

☆ ☆ ☆

"ماہیر بھائی انگلینڈ چلے گئے؟" ویک اینڈ پر گھر جاتے ہوئے اوریدا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اور وہ بے یقینی سے ارصم کو دیکھنے لگی' جو بڑے سکون سے گاڑی چلا رہا تھا' وہ دونوں اب اکثر ہی ویک اینڈ پر اکٹھے آتے تھے۔

"تو اس میں اتنی حیرانی کی کیا بات ہے۔" ارصم مسکرایا۔

"وہ اس طرح اچانک۔۔۔ مجھے بتائے بغیر کیسے جا سکتے ہیں؟" اوریدا الجھن بھرے لہجے میں بولی۔

"کوئی ایمرجنسی تھی انہیں' دس پندرہ دن میں واپس آجائیں گے۔" ارصم نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔

"جتنی بھی ایمرجنسی ہو' انہیں بتانا چاہیے تھا' میں کم از کم پاپا کے لیے کچھ بھجوا دیتی۔" وہ مایوس ہوئی۔

"تو تم بڑی اماں کے ہاتھ بھجوا دو۔" ارصم نے مزے سے مشورہ دیا' یہ سنتے ہی اسے کرنٹ لگا۔

"بڑی اماں بھی جا رہی ہیں پاپا کے پاس۔۔۔" حیرت کے مارے اوریدا کی آواز بلند ہوئی۔ "لیکن کیوں؟"

"بھئی تیمور انکل ان کے بیٹے ہیں' بڑی اماں' کبھی بھی کسی بھی وقت ان کے پاس جا سکتی ہیں۔" ارصم نے اسے یاد دلانے کی کوشش کی۔

"لیکن اس سے پہلے تو وہ کبھی بھی نہیں گئیں ان کے پاس۔۔۔" اوریدا کے پاس جواز تھا۔

"تو ضروری ہے جو کام پہلے نہ کیا ہو' وہ ساری زندگی ہی نہ کیا جائے۔" ارصم ہر حال میں پر سکون رہتا تھا۔

"مجھے تو کوئی گڑبڑ لگ رہی ہے۔" اوریدا کی چھٹی حس نے اسے خبردار کیا۔

"کم آن اوریدا' اب تم پریشان ہونے کے لیے کوئی بات مت ڈھونڈ لینا۔" ارصم نے ناگواری سے ٹوکا۔

"بڑی اماں کیسے جا سکتی ہیں بھلا اور بڑے ابا نے انہیں کیسے اجازت دے دی آخر۔" اوریدا کی سوئی اسی ایک بات پر اٹکی ہوئی تھی۔

"وہ کیوں نہیں جا سکتیں بھلا۔۔۔" ارصم کو اس کی بحث اچھی نہیں لگی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اس لیے کہ بڑے ابا' ان سے ناراض جو ہیں۔" اوریدا نے ایک وجہ ڈھونڈ ہی نکالی جو ارصم نے فوراً" رد کردی۔

"بڑی اماں تو ناراض نہیں ہیں تیمور انکل سے' وہ تو ہر تیسرے دن ان سے بات کرتی ہیں۔" ارصم نے اسے لاجواب کیا۔ گاڑی ان کے سیکٹر میں داخل ہو رہی تھی' سامنے مارگلہ کی پہاڑیوں میں ڈوبتے سورج کا منظر بڑا بھلا لگ رہا تھا گاڑی جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی اوریدا کو لان میں چند اجنبی چہرے نظر آئے اس نے تعجب سے ارصم کی طرف دیکھا۔

"گھر میں کوئی گیسٹ آئے ہوئے ہیں کیا؟" اس کی سوالیہ نگاہیں' اس الٹرا ماڈ لڑکی پر جمی ہوئی تھیں جو ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ان کے لان میں بیٹھی ہوئی تھی اور اس نے کانوں میں ہینڈ فری لگا رکھا تھا اور شاید سیل فون پر میوزک سن رہی تھی' تب ہی اس کا سر ہلکا ہلکا سا ہل رہا تھا۔

"عمیرہ پھپھو آئی ہیں سان فرانسسکو سے۔" ارصم نے گاڑی سے اترتے ہوئے اس کی پریشانی دور کی۔

"اور یہ لڑکی کون ہے؟" اوریدا نے ناگواری سے اس لڑکی کو دیکھا' جس کی ڈریسنگ یہاں کے ماحول کی مناسبت سے ذرا معیوب لگ رہی تھی' حالانکہ اوریدا گھر میں خود اکثر جینز اور شرٹ پہنے گھومتی تھی لیکن اس میں بھی وہ پورا خیال رکھتی تھی کہ اس کا لباس برا نہ لگے اور بڑی اماں کے بار بار ٹوکنے پر اس نے جینز کے ساتھ لمبا کرتا اور گلے میں اسکارف پہننا شروع کردیا تھا۔

"یہ ارسلہ ہے میری پھپھو کی بیٹی۔" ارصم نے اپنی کزن کی طرف دیکھ کر ہاتھ ہلایا تو وہ ایک دم اچھل کر کھڑی ہوئی۔

"تھینکس گاڈ ارصم۔۔۔ تم آگئے' ٹرسٹ می بہت بور ہو رہی تھی میں۔۔۔" وہ چیونگم چباتی ہوئی ارصم سے مخاطب ہوئی' اس نے اوریدا کو صاف نظر انداز کردیا تھا۔

"میٹ مائی کزن اوریدا۔۔۔" ارصم نے اوریدا کے چہرے پر پھیلی ناپسندیدگی سے گھبرا کر خود ہی تعارف کی رسم نبھائی۔

"ہائے۔۔۔" ارسلہ نے بے نیازی سے ہلکا سا ہاتھ ہلایا اور پھر ارصم کی طرف متوجہ ہوگئی۔

"ممی اور بیا آنٹی کی تو شاپنگ ہی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی اور جونی کے فرینڈز ہی اسے نہیں چھوڑ رہے اور میں بوریت سے مرنے والی ہوں۔" وہ تیز تیز چیونگم چباتی ہوئی اوریدا کو زہر لگی۔

"جنید کے یہاں کون سے ایسے فرینڈز بن گئے۔" ارصم کو حیرانی ہوئی' کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ارسلہ کے بڑے بھائی کی بھی ساری زندگی باہر ہی گزری تھی۔

"کوئی سوشل میڈیا کے فرینڈز ہیں۔ باہر جانے کے چکروں میں چپکے ہوئے ہیں اس کے ساتھ' پتا نہیں یہ پاکستانیوں کو ایسا کیا کمپلیکس ہے' جہاں کوئی فارن نیشنلٹی ہولڈر دیکھتے ہیں' فوراً" اس کی منتوں پر اتر آتے ہیں کہ بس کسی بیگ یا سوٹ کیس میں ہی سہی' لیکن باہر لے جاؤ۔" ارسلہ کا مغرور لہجہ اوریدا کو بالکل اچھا نہیں لگا۔

"خیر۔۔۔ سب ایسے نہیں ہوتے۔" ارصم نے اس کی بات کی تردید کی۔

"لیکن میجورٹی ایسے ہی لوگوں کی ہے۔" وہ اپنی بات پر ڈٹی ہوئی تھی۔

"ارصم میری بات سنو تم۔" اوریدا نے ارسلہ کو نظر انداز کرکے ارصم کو مخاطب کیا۔

"ہاں بولو۔۔۔" ارصم کو اس کی شکل پر پھیلی بے زاری دیکھ کر ہنسی تو آئی لیکن وہ ضبط کرگیا۔

"ڈنر کے بعد ہماری طرف آنا' ایک ٹاپک سمجھنا ہے تم سے۔" اوریدا کی بے نیازی' ارسلہ کو خاصی بری لگی' تب ہی اس نے غصے سے تیز تیز چیونگم چبانی شروع کردی۔

"ہاں ہاں۔۔۔ کیوں نہیں۔۔۔" ارصم نے فوراً" ہی سر ہلایا تو اوریدا اندر کی جانب بڑھ گئی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"لگتا ہے تمہاری کزن کو میری پاکستانیوں والی بات اچھی نہیں لگی، کہیں یہ بھی باہر جانے کی کوششوں میں تو نہیں ہے؟" ارسلہ کا طنزیہ انداز اوریدا کی سماعتوں تک پہنچا تو اس کے قدم خود بخود سست ہو گئے، وہ ارصم کا جواب سننا چاہتی تھی۔

"ارے نہیں یار! اسے کوئی ایسا کمپلیکس نہیں، وہ خود برٹش نیشنلٹی ہولڈر ہے، انگلینڈ میں پیدا ہوئی اور پلی بڑھی ہے۔" ارصم کی بات پر ارسلہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اور کچھ لمحوں تک تو اس کے حلق سے آواز تک نہیں نکل سکی۔ اوریدا مسکراتی ہوئی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

"اللہ جانے کہاں سے اٹھ کر آگئے ہیں یہ نمونے، بینش کی سسرال بھی اسی پر گئی ہے۔" وہ جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوئی، بڑی اماں، بوا رحمت کے ساتھ یقیناً" آنٹی بینش کے مہمانوں پر تبصرہ کر رہی تھیں، لگتا تھا کہ انہیں بھی یہ امریکی عوام کچھ زیادہ پسند نہیں آئی تھی۔

"اس کی نند کا حال دیکھیں ذرا۔ بڈھی کھوسٹ ہو کر پینٹ پہنے گھومتی پھر رہی ہے۔ بندہ اپنی عمر کا ہی لحاظ کرتا ہے۔" بوا رحمت کی بات سن کر اوریدا کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"السلام علیکم بڑی اماں! بوا کیسی ہیں آپ؟" اوریدا نے اندر داخل ہوتے ہوئے بلند آواز میں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام بیٹا! شکر ہے تمہاری شکل دیکھنے کو ملی، ترس کر رہ گئی تھی میں۔" بڑی اماں نے بڑی محبت سے اس کا ماتھا چوما۔

"معصوم سی بچی کو اٹھا کر غیروں کے در پر پھینک دیا، اچھا خاصا گھر تھا اپنا۔" بوا رحمت کو بھی اس کا ہوسٹل جانا پسند نہیں آیا تھا اور اس کا اظہار وہ وقتاً فوقتاً کرتی تھیں۔

"اچھا ہے بوا، کم از کم وہاں اسٹڈیز تو آرام سے ہو جاتی ہیں، یہاں تو دھیان ادھر ادھر لگا رہتا تھا۔" اوریدا نے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

"اچھا بھئی، مرضی ہے تمہاری، اب آگئی ہو تو اپنی دادی کے ساتھ پیکنگ کروا اور ان کی۔ پرسوں کی فلائٹ ہے، تمہارے باوا کو ملنے جا رہی ہیں یہ۔" بوا رحمت نے لگے ہاتھوں اسے کاموں کی لسٹ بتائی۔

"بڑی اماں! آخر کیوں جا رہی ہیں آپ انگلینڈ۔۔۔" اوریدا نے بے تابانا پوچھا۔

"لو میرا بیٹا رہتا ہے وہاں، میرے جانے پر کوئی پابندی ہے کیا۔" انہوں نے ناک چڑھا کر اوریدا کی طرف دیکھا۔ جس کا سوال انہیں بالکل پسند نہیں آیا تھا۔

"پاپا تو ٹھیک ہیں نا۔" اس نے بے دھیانی میں اپنا سیل فون نکالتے ہوئے پوچھا۔ بڑی اماں نے بوکھلا کر بوا رحمت کی شکل دیکھی۔

"ہاں ہاں ٹھیک ہیں، تم ہاتھ منہ دھو لو، میں کھانا لگوا رہی ہوں۔" بڑی اماں نے اسے ٹالنے کی کوشش کی اور اس میں کامیاب بھی ہو گئیں۔

☆ ☆ ☆

موسم سرما کا ایک سرد دن، صبح سے بارش تسلسل کے ساتھ ہو رہی تھی۔ شانزے نے آج آفس سے چھٹی کر لی تھی ویسے بھی اس کا زیادہ کام باہیر کے ساتھ ہوتا تھا اور اس کے ملک سے باہر جانے پر کافی کام رک گیا تھا۔ اس وقت وہ شال اوڑھے کافی کا مگ ہاتھ میں پکڑے کمرے کی کھڑکی کے پاس بیٹھی بارش کی بوندوں کو زمین پر گرتے ہوئے دیکھ رہی تھی کہ اچانک دروازہ کھلا اور رباب پُرجوش انداز میں داخل ہوئی۔

"سنا ہے بڑا معرکہ مارا ہے تم نے۔۔۔" رباب کے لہجے میں خوشی کا تاثر نمایاں تھا۔

"کیسا معرکہ۔۔۔؟" وہ حیران ہوئی۔

"ابھی ٹی وی لاؤنج میں تمہارا ایڈ دیکھ کر آرہی ہوں، پورے ہوسٹل میں تو شور مچا ہوا ہے۔" رباب کی بات پر شانزے کا دل بے ربط انداز میں دھڑکا۔

"رئیلی۔۔۔" شانزے کو یقین نہیں آیا۔

"کیوں۔۔۔ تمہیں نہیں پتا تھا کیا؟" رباب کو اس کی لاعلمی پر حیرت ہوئی۔

"پتا تو تھا یار۔۔۔ لیکن وہ تو پیر سے چلنا تھا، لگتا ہے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سرمد بھائی نے پروگرام میں کچھ چینج کروادیا ہوگا۔" وہ جلدی سے کھڑی ہوئی۔ "آؤ نا ایک دفعہ مل کر دیکھتے ہیں۔" وہ رباب کے ساتھ اپنے کمرے سے نکل آئی۔

"شانزے... تم نے تو کمال کردیا' قسم سے آفت لگ رہی ہو اس کمرشل میں۔" ایم بی اے کی ماہین نے اس کی طرف دیکھتے ہی مبارک باد دی۔

"تھینکس..." شانزے کا دل تفاخر کے احساس سے بھر گیا۔

"ہمیں تو پہلی دفعہ پتا چلا کہ اسکرین بیوٹی تو بہت زیادہ ہے تم میں۔" ماہین بھی اس کے ساتھ ہی چل پڑی۔ "اب کسی اچھے اور زبردست پروجیکٹ میں آنا اور میری مانو تو ماڈلنگ بھی ساتھ شروع کردو' بہت پیسہ ہے اس فیلڈ میں۔" ماہین نے اسے مفت مشورہ دیا۔

"ہاں دیکھوں گی..." ماہین کے مشورے پر اس کے قدم ڈھیلے پڑ گئے۔ ماہیر سے کیا ہوا وعدہ اس کے دماغ کی اسکرین پر روشنی ہوا اور اسے اپنی جلد بازی پر افسوس ہوا۔ ٹی وی لاؤنج میں اس کی واقف کافی لڑکیاں موجود تھیں جنہوں نے اسے دیکھتے ہی پُرجوش انداز میں سراہنا شروع کردیا تھا۔ شانزے کو پہلی دفعہ اپنی اہمیت کا کھل کا احساس ہوا تھا۔ اس کا دماغ شہرت اور پہچان کے ایک نئے سرور سے آشنا ہوا۔

"میں بہت بے وقوف اور جذباتی لڑکی ہوں۔" رات کو فراغت ملتے ہی اس نے رباب سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

"آج کیوں اس بات کا اتنی شدّت سے احساس ہو رہا ہے تمہیں۔" رباب نے ہیٹر جلاتے ہوئے تعجب انگیز سے پوچھا۔

"مجھے ماہیر سے ایسا کوئی وعدہ کرنا ہی نہیں چاہیے تھا۔" وہ تکیہ گود میں رکھتے ہوئے افسردہ انداز میں بولی۔

"شوبز میں کام نہ کرنے کا..." رباب نے اندازہ لگایا۔

"ہاں نا... دیکھو تو مجھے ابھی تک کتنے مبارک باد کے فون آچکے ہیں اور مجھے یقین ہے اب بہت اچھی آفرز ملیں گی مجھے۔" شانزے کی بات پر رباب کا دل تاسف سے بھر گیا' اس نے ملامت سے اس کی طرف دیکھا' جس کا دھیان کہیں اور تھا۔

"بہت بری بات ہے شانزے' وعدہ کرکے ایسے افسوس کا اظہار نہیں کرتے۔" وہ اس کے پاس آکر بیٹھ گئی اور نرم لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

"ہر انسان کو اپنا مستقبل بنانے کا حق حاصل ہے۔" شانزے کی ٹون بدلی ہوئی تھی۔

"لیکن تمہارا فیوچر ماہیر کے ساتھ بہت برائٹ ہوگا۔" رباب نے اسے سمجھانے کے انداز میں کہا۔

"اس کا کیا پتا' اب بھی انگلینڈ میں جاکر بیٹھ گیا ہے اور صرف دو منٹ کی کال کی ہے مجھے۔" وہ ماہیر سے اچھی خاصی خفا تھی۔

"یار اس کے والد کی بائی پاس سرجری ہے اور وہ ان کے پاس اکیلا ہے' تم اس کی سچویشن کو سمجھنے کی کوشش کرو۔" رباب کو اس پر غصہ آیا۔

"رہنے دو' سرمد بھائی کو تو صبح و شام کالز کی جارہی ہیں۔" اس نے بدگمان لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے وہ اس کا سارا بزنس اور کام دیکھ رہے ہیں' بجائے اس کے کہ تم اس مشکل وقت میں اس کا ساتھ دو' الٹا منہ پھلا کر بیٹھ گئی ہو۔" رباب نے اس کی کلاس لی۔

"میرا بھی تو پہلا کمرشل تھا یہ' پہلی کامیابی' جو میں اس کے ساتھ سیلیبریٹ کرنا چاہتی تھی۔" اس نے بچکانہ انداز میں یاد دلایا۔

"تو کرلینا سلیبریشن' تمہاری کامیابی کون سا بھاگی جارہی ہے۔" رباب کو ایک دم ہی غصہ آیا۔

"لیکن رباب' میں مزید کام کرنا چاہتی ہوں اس فیلڈ میں۔" شانزے کی بات پر رباب کو دھچکا لگا۔ اس نے تاسف سے اپنے پاس بیٹھی بے وقوف سی لڑکی کو دیکھا جو چمکتی ہوئی چیز کو سونا سمجھ کر اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔

"دیکھو شانزے' اگر تم نے اس کے ساتھ وعدہ کیا ہے تو ایسا مت کرو' کیونکہ وہ تم سے بہت محبت کرتا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے۔" رباب نے دانستہ اپنا لہجہ کچھ نرم کیا۔
"جن سے محبت ہو' انہیں اس طرح شرطوں اور وعدوں کے پنجرے میں بند تھوڑا کیا جاتا ہے۔" اس نے منہ بنایا۔
"محبت کی خاطر تو انسان کسی ملک کی حکمرانی تک چھوڑ دیتا ہے اور تمہاری تو یہ صرف چھوٹی سی خواہش ہے جو تم اسے منا کر زندگی میں کبھی بھی پوری کر سکتی ہو۔" رباب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر سہلایا۔
"لیکن کیا فائدہ۔۔۔ ساری اچھی اچھی آفرز کو تو میں ٹھکرا چکی ہوں گی۔" شانزے کوئی بھی بات سمجھنے کے موڈ میں نہیں تھی۔
"تم کہنا کیا چاہ رہی ہو؟" رباب کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بجی۔
"کچھ نہیں' ابھی تو میں خود کنفیوز ہوں' کچھ وقت گزر جائے تو پھر دیکھوں گی۔" شانزے نے ایک لمبا سانس لیا اور اپنا سیل فون اٹھا کر دیکھنے لگی' ماہیر کا کوئی بھی نیکسٹ نہیں آیا تھا' اس نے مایوس ہو کر سیل فون دوبارہ تکیے کے نیچے رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر کسی گہری سوچ کا تاثر تھا جو رباب کو پریشان کر رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

ہاشم اور بختاور دونوں اپنے فلیٹ میں شفٹ ہو چکے تھے۔ ہاشم نے کچھ پرانا اچھی حالت کا فرنیچر خرید لیا تھا اور ایک چھوٹا سا فریج اور ضروری چیزیں خریدنے کے بعد اس کا اکاؤنٹ بالکل خالی ہو گیا تھا اور اب انہیں دکان کے کرایے پر گزارا کرنا تھا لیکن دونوں بے تحاشا خوش تھے۔ ہاشم باقاعدگی سے اخبارات میں نوکریوں کے اشتہارات دیکھ رہا تھا اور اسی دوران بختاور کو جڑواں بچوں کی ماں بننے کی خوش خبری نے بوکھلا کر رکھ دیا۔
"مجھے یقین نہیں آرہا ہاشم۔" وہ بہت خوش تھی۔
"اب اتنی بھی ناقابل یقین بات نہیں ہے یہ۔" ہاشم نے اسے چھیڑا۔
"میں حیران ہوں کہ اللہ اتنی جلدی مجھ پر مہربان ہو جائے گا اور ایک کی جگہ دو دو خوشی کی خبریں دے دے گا۔" بختاور کے لہجے میں خوشی چھلک رہی تھی۔
وہ دونوں آج ڈاکٹر کے پاس سے ہو کر آئے تھے اور آنے کے بعد ہاشم کے چہرے پر ہلکی سی فکرمندی کی جھلک تھی۔
"آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔" بختاور نے بہت جلد بھانپ لیا اور اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔
"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔" وہ زبردستی مسکرایا۔
"اصل میں' میں چاہتا ہوں کہ بچوں کی پیدائش سے پہلے کسی اچھی جگہ پر نوکری ہو جائے میری۔" اس نے اپنی پریشانی سے آگاہ کیا۔
"ٹینشن مت لیں' اللہ بہتر کرے گا۔" بختاور نے اپنی زندگی کے ساتھی کو دلاسا دیا۔
"ویسے تو ایک بچے کی ذمے داری ہی بہت ہوتی ہے' یہاں تو ایک ساتھ دو دو آرہے ہیں' اب پتا چلے گا تمہیں۔" ہاشم نے ہلکے پھلکے انداز میں اسے چھیڑا۔
"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ ایسے نہیں کہتے' یہ تو اللہ کی ناشکری ہے۔" بختاور کو اس کی بات اچھی نہیں لگی۔
"ایک تو میرے سمجھ میں نہیں آتا' تم لوگ اپنے اللہ کو اتنا نازک مزاج کیوں سمجھتے ہو' جو ذرا ذرا سی بات پر اپنے بندوں سے خفا ہو جاتا ہو۔" ہاشم کا لہجہ' بختاور کو کچھ عجیب محسوس ہوا۔ وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی۔
"یہ "تم لوگ" اللہ سے کیا مراد ہے آپ کی؟ کیا آپ کا اللہ کوئی اور ہے؟" بختاور نے ناراض نگاہوں سے اپنے میاں کو دیکھا جو کیلکولیٹر پر کسی حساب کتاب میں الجھا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کی بات کا جواب دیتا' دروازے پر دستک ہوئی۔
"اس وقت کون آگیا؟" بختاور پریشان ہوئی۔
"میں دیکھ کر آتا ہوں۔" ہاشم نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ڈائری ایک طرف رکھی اور دروازہ کھولنے چلا گیا۔ بختاور بھی اس کے پیچھے ہی لپکی اور پھر کچھ سوچ کر لاؤنج میں کھڑی ہو گئی۔ یہ چھوٹا سا فلیٹ دو بیڈ روم' ایک لاؤنج اور چھوٹے سے کچن پر مشتمل تھا۔ لاؤنج میں چھوٹا سا کوریڈور تھا جس کے اختتام پر فلیٹ کا داخلی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دروازہ تھا۔
"سہیل صاحب اتنی بھی جلدی کیا تھی، صبح دے دیتے۔" ہاشم کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔ دو منٹ کے بعد اس کی واپسی ایک خاکی رنگ کے لفافے کے ساتھ ہوئی۔
"ہاشم۔۔۔ یہ کیا ہے؟" بختاور تجسس کے عالم میں اس کے پاس چلی آئی۔
"بڑے اسٹور کا کرایہ ہے، شکر ہے، سہیل صاحب دے گئے، ورنہ مجھے پریشانی ہو رہی تھی۔" ہاشم کی بات پر وہ مسکرائی۔ "دیکھا نا، اللہ نے سبب پیدا کر دیا، آپ خوامخواہ پریشان ہوتے ہیں، دیکھ لیجئے گا، اللہ دونوں بچوں کے ساتھ آپ کے رزق میں بھی اضافہ کر دے گا۔" وہ اس کے ساتھ چلتی بیڈ روم میں آئی۔
"رزق میں اضافہ کام کرنے سے ہوتا ہے، گھر میں بیٹھنے سے نہیں۔" ہاشم نے دوبارہ اپنی ڈائری کھول لی۔
"لیکن اس میں اضافہ تو اللہ ہی کرتا ہے نا۔" بختاور کا عقیدہ بہت مضبوط ہے۔
"ہو سکتا ہے لیکن انسان کو ملتا وہی ہے، جتنی وہ کوشش کرتا ہے۔" وہ دوبارہ اپنے حساب کتاب میں مگن ہو گیا۔ بختاور کو اس بات سے کوئی اختلاف نہیں تھا، اس لیے وہ مسکرا کر چپ کر گئی۔
"تمہیں نیلم کو ایک آدھ کال کر کے اپنی خیریت بتا دینی چاہیے تھی۔" ہاشم نے ڈائری سے سر اٹھا کر اچانک کہا تو وہ اس کی بات پر حیران رہ گئی۔
"نیلم کو۔۔۔" اس نے تصدیق کے لیے دوبارہ پوچھا۔
"ہاں نا، وہ تمہاری اتنی اچھی دوست تھی۔" ہاشم کی بات پر اس کا دل طمانیت کے احساس سے بھر گیا، وہ اس کی چھوٹی چھوٹی چیزوں کا خیال رکھتا تھا، حتیٰ کہ کھانے پینے کے معاملات پر بھی نظر رکھتا تھا اور کسی بھی معاملے میں اسے کوتاہی کرنے نہیں دیتا تھا۔
"لیکن فون کہاں سے کروں؟" اس نے اپنی پریشانی سے آگاہ کیا۔
"کل میرے ساتھ مارکیٹ چلنا، کسی پی سی او سے کر لیں گے۔" ہاشم نے اس کی مشکل آسان کی بختاور کو لگا تھا کہ وہ یہ بات بھول جائے گا لیکن اگلے دن شام کو وہ گھر واپس آیا تو اسے اپنے ساتھ لے کر قریبی پی سی او آ گیا۔ ملتان کے لیے ٹرنک کال کی بکنگ کروا کر وہ باہر بیٹھ گیا۔ بختاور دھڑکتے دل کے ساتھ ریسیور پکڑے بیٹھی تھی اور دوسری طرف نیلم کی بے تاب آواز سن کر وہ بھی جذباتی ہو گئی۔
"تم ٹھیک ہو نا، ہاشم بھائی تمہارا خیال تو رکھتے ہیں نا؟" وہ گلے شکوے بھلائے بے چینی سے اس کی خیریت پوچھ رہی تھی۔
"میں بہت خوش ہوں نیلم۔۔۔" بختاور نے بھیگے لہجے میں بالکل سچ بولا۔ "مجھے لگتا ہے میں نے زندگی میں کوئی بڑی نیکی کی تھی جس کے نتیجے میں اللہ نے مجھے ہاشم جیسے شخص سے نوازا ہے۔" بختاور کے ہر انداز سے خوشی چھلک رہی تھی۔
"اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔" نیلم کے حلق سے ایک پرسکون سانس خارج ہوئی۔
"نیلم۔۔۔ میرے گھر والوں نے دوبارہ کوئی رابطہ نہیں کیا؟" بختاور نے ہلکا سا جھجک کر پوچھا۔
"ارے نہیں یار۔۔۔ ان لوگوں کو تو لگتا ہے سانپ سونگھ گیا ہے۔ دوبارہ کسی نے مڑ کر پوچھا ہی نہیں۔" نیلم کی صاف گوئی اس کا دل دکھا گئی، اسے بابا سے اسی چیز کی توقع تھی۔
"بختاور۔۔۔ تم کس شہر سے بات کر رہی ہو۔" نیلم نے تجسس بھرے انداز میں پوچھا۔ اس سے پہلے کہ بختاور اس کی بات کا جواب دیتی، کال کٹ گئی۔ تین منٹ کی کال تین سیکنڈ میں گزر گئی۔ نیلم کی اتنے عرصے کے بعد آواز سن کر وہ کچھ جذباتی ہو گئی۔ ہاشم کو افسوس ہوا کہ اس نے خوامخواہ بختاور کو ڈسٹرب کر دیا۔
"پریشان مت ہو، میں اگلی دفعہ پورے پانچ منٹ کی بکنگ کرواؤں گا۔" ہاشم نے اسے خوش کرنے کی ایک اور کوشش کی۔
"آپ کیوں ٹینس ہو رہے ہیں، میں بالکل ٹھیک ہوں۔" بختاور چلتے چلتے رکی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر فٹ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاتھ پر کھڑی ہوگئی۔ اس کی آنکھوں میں ہاشم کے لیے محبت بھری نرمی تھی' وہ جانتی تھی کہ سامنے کھڑا شخص اسے بے تحاشا چاہتا ہے۔

"تم کسی بات پر افسردہ ہوتی ہو تو مجھے زندگی اچھی نہیں لگتی۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں دنیا بھر کی آسائشیں تمہارے قدموں میں ڈھیر کردوں لیکن میں کیا کروں' میرے حالات اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔" ہاشم نے اپنی بے بسی کا اعتراف کیا۔

"پلیز ہاشم! ایسی باتیں مت کیا کریں' میں نے دنیا کی تمام آسائشوں کا مزہ چکھا ہوا ہے۔" اس نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی بات کی تو پریشانی ہے۔" وہ افسردگی سے مسکرایا۔ "انسان نے جس چیز کا مزہ نہ چکھا ہو اس کے لیے اس کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے اور جو چیز آپ کی دسترس میں ہو اور پھر چھن جائے' اس کا افسوس ساری زندگی رہتا ہے۔"

"میں ایسی نہیں ہوں ہاشم۔" اس نے جھٹ سے اس کا بازو پکڑا۔

"میں جانتا ہوں مائی ڈیئر۔" وہ اس کی پریشانی محسوس کرکے مسکرایا' وہ ایسی ہی تھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر گھنٹوں کڑھنے والی وہ پوری کوشش کرتی تھی کہ ہاشم کو اس کی وجہ سے کسی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

"تم میرے ساتھ خوش ہو نا۔" ہاشم رات کے اندھیرے میں اس کے ساتھ فٹ پاتھ پر چلتا ہوا رکا۔

"سچ پوچھیں تو مجھے لگتا ہے اللہ نے مجھے دنیا میں ایک چھوٹی سی جنت سے نواز دیا ہے۔ میں اس کے لیے اس کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔" بختاور نے تشکر آمیز لہجے میں کہا تو ہاشم چلتے چلتے رکا۔

"تو تم میرے کیے! اچھے کاموں کا کریڈٹ بھی اپنے اللہ کی جھولی میں ڈال دیتی ہو۔" وہ ہنسا۔

"تو اللہ ہی تو آپ کو نیک کام کرنے کی توفیق دیتا ہے' اس لیے اس کا شکر ادا کرتی ہوں۔" بختاور چلتے چلتے تھک کر فٹ پاتھ پر رکھی ایک بینچ پر بیٹھ گئی لاہور کی سڑکوں پر بھاگتی دوڑتی ٹریفک اسے اچھی لگ رہی تھی۔

"اس کا مطلب ہے اگر میں تمہارے ساتھ کچھ برا کروں گا تو تم اس کا ذمے دار بھی اپنے خدا کو ٹھہراؤ گی۔" وہ عجیب انداز میں گویا ہوا۔

"اللہ نہ کرے۔۔۔" اسے دھچکا سا لگا۔ "میں آپ کے کیے گئے غلط کام کے لیے اللہ کو کیوں ذمے دار ٹھہراؤں گی؟"

"جس طرح تم میرے اچھے کاموں کا کریڈٹ دیتی ہو۔" وہ بینچ کے ساتھ ٹیک لگائے کسی اور دنیا میں پہنچا ہوا تھا۔

"بعض دفعہ آپ بہت عجیب باتیں کرنے لگتے ہیں۔" بختاور الجھ سی گئی۔

"اس لیے تو کہتا ہوں کہ میرے ساتھ صرف اپنی بات کیا کرو اور درمیان میں کسی کو بھی نہ لایا کرو۔" ہاشم نے ایک دفعہ پھر اسے نصیحت کی۔

"اللہ کو بھی نہیں۔" بختاور کا پریشانی سے لہجہ بے ربط ہوا۔

"میں لاتا ہوں کبھی؟" ہاشم نے الٹا اس سے سوال کیا تو وہ الجھ گئی کہ وہ ہمیشہ انسانیت کا پرچار کرتا تھا اور مذہب کو اپنے معاملات میں نہیں لاتا تھا۔

"نہیں۔" بختاور نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تم بھی نہ لایا کرو۔" اس نے مفت مشورہ دیا۔

"وہ کیوں؟"

"بس میرا دماغ الجھ سا جاتا ہے۔ میں اپنے اور تمہارے درمیان کسی کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔" ہاشم نے محبت بھرے انداز میں اس کا ہاتھ دبایا تو اس کی محبت کی حدت نے اس کے ذہن میں پیدا ہونے والے سارے اندیشوں اور واہموں کو بھاپ بنا کر فضا میں تحلیل کردیا۔ وہ اس کے کندھے پر سر رکھ کر سامنے سڑک پر موجود بھاگتی دوڑتی ٹریفک کو دیکھنے لگی' لیکن اسی رات جب وہ عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو وہ کوئی کتاب پڑھنے میں مگن تھا۔

"ہاشم' آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے؟" بختاور کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بات پر اس کا چہرہ متغیر ہوا۔
"ایسے ہی۔" اس نے اسے ٹالنے کی کوشش کی۔
"دیکھیں! نماز تو پڑھا کریں نا' ہر مسلمان کو اس کی عادت ڈالنی چاہیے۔" وہ جاء نماز کو تہ کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔
"اس سے کیا ہوگا؟" ہاشم نے کتاب بند کر کے سادہ سے انداز میں اپنی بیوی کا چہرہ دیکھا جو دوپٹا اچھی طرح اوڑھے اس کی طرف حیرانی سے دیکھ رہی تھی جیسے اس سے اس سوال کی توقع نہ ہو۔
"اللہ خوش ہوگا۔" وہ بولتی ہوئی اس کے پاس آن بیٹھی۔
"اللہ خوش ہوگا تو پھر کیا ہوگا؟" اس کا اگلا سوال اس سے بھی زیادہ عجیب تھا۔
"اللہ خوش ہوگا تو وہ ہمیں اپنی رحمتوں اور نعمتوں سے نواز دے گا۔" بختاور نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔
"تو وہ ان لوگوں کو اپنی نعمتیں کیوں دیتا ہے جو مسلمان نہیں ہیں۔" وہ اسے پریشان کر رہا تھا۔
"اس لیے کہ وہ سب کا رب ہے۔" وہ بوکھلا سی گئی۔
"تو ٹھیک ہے۔ وہ سب کو دے رہا ہے' جو اسے خوش کر رہے ہیں اور جو نہیں کر رہے تو پریشانی کی کیا بات ہے۔" اس نے سنجیدگی سے دوبارہ اپنی کتاب کھول لی۔
"یہ اچھی بات نہیں ہے ہاشم۔" اس کی باتیں بختاور کا ذہن الجھا رہی تھیں۔
"دیکھو بختاور' میں کسی کو دھوکا نہیں دیتا' کسی کا دل دکھانے کی دانستہ کوشش نہیں کرتا' چوری' بددیانتی' ایسا کچھ نہیں کرتا تو جواباً لوگ بھی میرے ساتھ ایسا نہیں کرتے' یہ زندگی کچھ دو اور کچھ لو کے اصولوں پر چل رہی ہے' میں بس اتنا جانتا ہوں۔" اس نے کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔
"لیکن یہ سب تو آپ اللہ کے بندوں کے ساتھ کرتے ہیں' اگر بندوں کے ساتھ ساتھ اللہ کو بھی خوش رکھیں تو اچھی بات نہیں ہے۔" وہ محبت بھرے لہجے میں اس کے عقائد درست کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔
"فی الحال تو میں اپنی پیاری سی معصوم سی بیوی کو خوش رکھنا چاہتا ہوں' جس کے دم سے میری دنیا حسین ہوگئی ہے۔" ہاشم نے ہنستے ہوئے صاف اسے ٹالا تھا اور بختاور کی یہی خوبی تو ہاشم کو اچھی لگتی تھی کہ وہ کسی بات پر زیادہ دیر تک اصرار نہیں کرتی تھی۔

☼ ☼ ☼

اوریدا بڑی اماں کے کمرے میں موجود تھی اور انہیں افسردگی کے ساتھ پیکنگ کرتی ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ بھی اپنا سامان پیک کرتی اور ان کے ساتھ چل پڑتی۔ بڑی اماں کے سارے کپڑے بیڈ پر پھیلے ہوئے تھے اور وہ اسے سمیٹنے کے چکر میں ہلکان ہو رہی تھیں۔
"ادھر دیں' آپ سے تو ساری رات لگا کر بھی پیکنگ نہیں ہوگی۔" اس نے برا سا منہ بنا کر ان کا اٹیچی کیس اپنی طرف کیا۔
"تو کردو ناں' تم بھی تو منہ اٹھا کر بڑھیا کو پریشان ہوتا دیکھ رہی ہو۔" انہوں نے بھی اس کی طبیعت صاف کی۔
"بڑی اماں پلیز' جلدی واپس آجایئے گا۔" اوریدا نے ان کی شال کو تہہ کرتے ہوئے فرمائش کی۔
"ابھی جانے تو دو پھر آبھی جاؤں گی۔" انہوں نے شان بے نیازی کا مظاہرہ کیا۔
"آپ کو نہیں پتا' میں کتنی اداس ہو رہی ہوں۔" اوریدا نے جلدی جلدی ساری چیزیں ٹھکانے پر رکھیں۔
"تم تو خیر سے بڑی سگھڑ ہوگئی ہو ہاسٹل جاکر۔" بڑی اماں کو اس کے سلیقے پر حیرت ہوئی۔
"میری روم میٹ کو دیکھیں تو فدا ہو جائیں آپ' ہر چیز میں ایکسپرٹ ہے وہ' سارا دن میری بھی شامت آئی رہتی ہے۔" اوریدا کا دھیان دوسری طرف ہوا تو بڑی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اماں نے بھی سکون کا سانس لیا۔
"میری طرف سے شکریہ ادا کرنا اس بچی کا' جس نے تمہاری اندر انسانوں والی خوبیاں پیدا کرنا شروع کردی ہیں۔" بڑی اماں نے ہنس کر تکیے سے ٹیک لگائی۔ ان کی صبح سات بجے فلائٹ تھی۔
"اس کی والدہ تو پوری جلاد لگتی ہیں مجھے۔" اوریدا کا بے لاگ تبصرہ بڑی اماں کو ناگوار گزرا۔
"بری بات ہے اوریدا' اپنی دوست کی ماں کے لیے تم کیسا لفظ استعمال کر رہی ہو۔" انہوں نے فوراً ٹوکا۔
"مذاق میں کہہ رہی ہوں بڑی اماں۔" اس نے گھبرا کر وضاحت کی۔
"مذاق میں بھی ایسی بات کرنا زیب نہیں دیتا۔" ان کو مطمئن کرنا کون سا آسان کام تھا۔
"آپ کی پیکنگ تو ہو گئی۔" اوریدا نے جلدی سے سوٹ کیس بند کیا۔
"چلو اب جاؤ یہاں سے' مجھے سونا ہے اور بوا رحمت کو کہنا کہ صبح الارم لگا کر سوئیں' کہیں میرا جہاز ہی نہ نکل جائے۔" بڑی اماں کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ابھی سے جا کر ایئرپورٹ پر بیٹھ جائیں۔ اوریدا کو ان کی بات پر ہنسی آگئی۔
"اور تم کیوں ہنس رہی ہو بھلا؟" وہ برا مان گئیں۔
"کچھ نہیں بڑی اماں' کالج کی ایک بات یاد آگئی تھی' چلیں آپ سو جائیں پھر انشاء اللہ صبح آپ سے ملاقات ہوگی۔" اوریدا نے جھٹ سے انہیں آگے بڑھ کر پیار کیا تو وہ فوراً" بولیں۔
"کوئی ضرورت نہیں صبح جلدی اٹھنے کی' مل تو لی ہو مجھ سے' آرام سے اپنی نیند پوری کرنا۔" انہوں نے لاپروائی سے اسے منع کیا' انہیں معلوم تھا کہ وہ صبح ان کو جاتا دیکھ کر ضرور رونا دھونا ڈالے گی۔
"تو کیا آپ مجھ سے ملے بغیر چلی جائیں گی؟" اوریدا کو صدمہ ہوا۔
"میں تو تمہارے آرام کے خیال سے کہہ رہی تھی۔" انہوں نے فوراً" صفائی دی' ورنہ ایک اچھا خاصا جذباتی سین یہیں کری ایٹ ہو جاتا۔

"آپ سے زیادہ پیاری تو نہیں ہے مجھے اپنی نیند۔" اس نے آگے بڑھ کر بڑی اماں کے ماتھے کا بوسہ لیا تو وہ مسکرا دیں۔
اوریدا اپنی شال اوڑھ کر لاؤنج کی طرف نکل آئی' دل میں عجیب سی پریشانی کا احساس پیدا ہو گیا تھا جو بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔ وہ کچھ دیر تو لاؤنج میں ٹہلتی رہی اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ سرد رات کے اس پہر آسمان پر موجود چاند بھی اوریدا کو اپنی طرح تنہا محسوس ہوا۔ وہ لان میں چلی آئی اور سر اٹھا کر ارصم کے پورشن کی طرف دیکھا' وہ اپنے کمرے کے لان کی سائیڈ والے ٹیرس میں ارسلہ کے ساتھ کھڑا تھا' اوریدا کو عجیب سا احساس ہوا۔
پتا نہیں ساری محبتوں کا ظرف اتنا چھوٹا ہوتا ہے یا پھر میں ارصم کے معاملے میں بے بس ہوں کہ اس کی کہیں اور ذرا سی بھی توجہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔ وہ ان ہی سوچوں میں گم داخلی دروازے کی سیڑھیوں پر آن بیٹھی۔ اسے پتا ہی نہیں چلا کہ ارصم کب اس کے پاس پہنچا اور بیٹھ گیا۔
"کیا ہوا نیند نہیں آرہی کیا؟" اس کی نرم آواز پر وہ تھوڑا سا گڑبڑائی اور پھر سنبھل گئی۔
"ہوں۔" اس نے ہلکا سا ہنکارا بھرا۔
"اوریدا' آپ سیٹ کیوں ہو؟" وہ اس کے مزاج کے سب ہی موسموں کا ساتھی تھا بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اس کی پریشانی کو محسوس نہ کر پاتا۔
"ارسلہ کیا' کہہ رہی تھی تم سے؟" اوریدا نے اسے ٹالنے کی کوشش کی۔
"مجھے نہیں معلوم۔" اس نے خفگی سے منہ بنایا۔
"کیا مطلب' تم اس کے پاس ہی تو کھڑے تھے۔" اوریدا چڑ کر بولی' اسے لگا جیسے وہ ارسلہ کے متعلق بات کرنا نہ چاہ رہا ہو۔
"تمہارے آنے سے پہلے وہ اپنے بوائے فرینڈز کے قصے سنا رہی تھی اور جب میں نے تمہیں لان میں دیکھا تو اس کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں' اس نے مجھ سے کیا کہا۔" ارصم کی صاف گوئی اوریدا کو تعجب میں مبتلا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کر گئی۔ "کیا مطلب۔؟"

"جب تم میرے سامنے آتی ہو تو میں اپنے اردگرد کے ماحول سے کٹ جاتا ہوں۔" بے بس انداز میں کیا جانے والا یہ اعتراف اوریدا کو اگلے کئی دنوں تک خوش کرنے کے لیے کافی تھا۔ اس کی شوخ نظروں سے گھبرا کر وہ کھڑی ہو گئی۔

"ٹھنڈ بہت ہے ناں۔" اوریدا نے جان بوجھ کر اس کی بات پر تبصرہ نہیں کیا۔ ارصم نے کچھ لمحے اسے غور سے دیکھا اور اپنی لیدر کی جیکٹ اتار کر اس کی طرف بڑھادی۔

"اسے پہن لو۔" وہ چاند کی روشنی میں اس کا سادہ اور بے ریا سا چہرہ دیکھ کر مسکرایا۔

"نہیں' میں شال میں ٹھیک ہوں' تم پہن لو' سردی بہت ہے۔" وہ ہلکا سا رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے گال دہک رہے تھے' ارصم نے خوشگوار حیرت سے اس کی طرف دیکھا' وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اوریدا اس سے شرما بھی سکتی ہے۔

"تم پہن لو' میں کل واپس لے لوں گا' کیونکہ پھر اس میں سے تمہارے فیورٹ پرفیوم کی خوشبو کئی دن تک آتی رہے گی۔" ارصم نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو اوریدا نے اس کی جیکٹ پکڑ کر اپنے کندھوں پر ڈال لی۔

"ہاں' یہ میں تمہارے لیے لایا تھا۔" وہ اپنے پینٹ کی جیب سے اس کے پسندیدہ چاکلیٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا رہا تھا۔

"تم تو مجھے ایسے ٹریٹ کرتے ہو جیسے میں بچی ہوں۔" وہ برا مناگئی۔

"تمہیں اندازہ نہیں محبتوں میں کی جانے والی یہ بچکانہ حرکتیں ہی تو زندگی کو خوب صورت بناتی ہیں۔" وہ اس کا بازو پکڑ کر ایک دفعہ پھر سیڑھیوں پر بیٹھ گیا' اور اپنے پینٹ کی جیب سے بال پوائنٹ نکال کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اوریدا نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا' وہ بال پوائنٹ سے اس کے ہاتھ پر اپنا اور اس کا نام لکھنے لگا۔ اچانک گھر کا داخلی دروازہ کھلا اور بڑے ابا اپنا سگار لیے ایک دم ہی سامنے آئے' وہ دونوں بوکھلا کر اس طرح کھڑے ہوئے کہ جلال صاحب کو یہ منظر خاصا ناگوار گزرا۔ اوریدا نے لاشعوری طور پر اپنا ہاتھ پیچھے چھپا لیا۔

"بڑے ابا' کیسے ہیں آپ؟" ارصم خود کو سنبھال چکا تھا۔

"ٹھیک ہوں' تم اپنے پورشن میں جاؤ' رات بہت ہو گئی ہے۔" انہوں نے سنجیدگی سے کہا اور لان کی طرف نکل گئے۔ "اوریدا اور ارصم' دونوں ہی بے حد خفت کا شکار ہوئے۔ ارصم نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے خاموش دلاسا دیا۔

☼ ☼ ☼

بندیا' چائے کا کپ اٹھائے بینش کے کمرے میں داخل ہوئی' جو آتش دان کے قریب کرسی رکھے کسی گہری سوچ میں گم تھی' اس کے چہرے پر کسی خاص سوچ کا تاثر نمایاں تھا۔ آج صبح سے اس کا موڈ خراب تھا' اس لیے بندیا نے بھی اسے زیادہ مخاطب کرنے کی کوشش نہیں کی۔

"تمہیں پتا ہے بندیا' آج تائی اماں اتنی پریشان کیوں تھیں۔" وہ عجیب اسٹائل میں مسکراتے ہوئے بندیا سے مخاطب ہوئی۔

"پریشان؟" وہ حیران ہو کر مزید بولی۔ "وہ تو بیمار تھیں' اوریدا بخار تھا انہیں۔"

"ایسا کچھ نہیں ہے مائی ڈیر۔" بینش کی بات پر وہ فکر مند انداز سے اس کے بالکل پاس مخمور کشن رکھ کر بیٹھ گئی۔

"پھر کیا بات ہے؟" اسے تجسس ہوا۔

"ان کی بڑی صاحبزادی نے یونیورسٹی میں کسی لڑکے کو پسند کر لیا ہے اور تایا ابا اس کی شادی اپنے کسی فرینڈ کے بیٹے سے کرنا چاہتے ہیں۔" وہ بہت مزے سے بولی۔

"آپ کو کس نے بتایا۔؟" وہ حیران ہوئی۔

"ظاہر ہے تیمور نے۔ اور بھلا کون اس گھر میں مجھ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے ڈھنگ سے بات کرتا ہے۔" بینش کے اپنی خود ساختہ دکھ تھے۔

"پھر اب کیا ہوگا۔" بندیا پریشانی کے عالم میں بینش کا چہرہ دیکھنے لگی' اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اس بات پر اتنا خوش کیوں ہو رہی ہے۔

"تایا ابا تو سخت غصے میں ہیں' سنا ہے اس دفعہ ڈیزی نے بھی صاف صاف ان سے کہہ دیا ہے کہ وہ شادی کرے گی تو اپنے اسی یونیورسٹی فیلو سے۔ اب مزا آئے گا جب گھر میں ایک بڑا دنگل لگے گا۔" وہ چٹخارہ لے کر بولی تو بندیا کو اس کی ذہنیت پر افسوس ہوا۔

"ڈیزی باجی کو اپنے والد صاحب کی بات ماننی چاہیے۔" بندیا نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"وہ بالکل نہیں مانے گی۔" بینش مسکراتے ہوئے مزید بولی۔ "تائی اماں کو بھی اپنی بیٹیوں کے حسن پر بڑا ناز تھا' اب پتا چلے گا انہیں بھی۔" وہ منہ بناتے ہوئے کھل کر اپنی جلن نکال رہی تھی۔

"پھر کیا ہوگا؟" اسے آنے والے دنوں کا سوچ کر ابھی سے ٹینشن ہونا شروع ہو گئی تھی۔

"پتا نہیں۔" اس نے لاپروائی سے کندھے اچکائے اور پھر خود ہی اپنی بات میں اضافہ کیا۔ "مجھے لگتا ہے بڑے ابا اسے جلد ہی ملتان سے واپس بلوالیں گے۔"

"بیا' ایک بات پوچھوں آپ سے؟" بندیا کے ذہن میں ابھی ابھی ایک سوال آیا۔

"ہاں' ہاں' کیوں نہیں۔" وہ اس وقت بڑے شاہانہ موڈ میں تھی۔

"یہ تائی اماں آپ سے اتنا چڑتی کیوں ہیں؟" اس نے بہت محتاط طریقے سے پوچھا' کیونکہ بینش کا بالکل پتا نہیں چلتا تھا کہ کب کس بات پر اس کا مزاج برہم ہو جائے۔

"اس کے پیچھے ایک لمبی داستان ہے۔" وہ مسکرائی۔ "بات یہ ہے کہ آغا جی کی منگنی' ان کی چھوٹی بہن کے ساتھ طے تھی' لیکن آغا جی نے انہیں چھوڑ کر میری ماما' جو کہ ان کی کولیگ تھیں' ان سے شادی کرلی' اور پھر ماما اور تائی اماں کی ساری زندگی نہیں بنی' اصل میں تائی اماں کو اپنے حسن پر مان تھا اور میری ماما کو اپنی تعلیم پر' اور اس طرح یہ ناپسندیدگی' ابھی تک چلی آرہی ہے۔"

"اوہ۔" بینش کی بات پر بندیا نے ایک لمبا سانس لیا' اب وہ ساری بات سمجھ گئی تھی۔

"اوپر سے میں بچپن میں تایا ابا کی لاڈلی تھی اور میری وجہ سے ان کے تینوں بچوں کو خوب ڈانٹ پڑتی تھی۔" بینش نے مزید اضافہ کیا۔

"ویسے تایا ابا ہیں بہت غصے والے۔" اس نے لقمہ دیا۔

"اب پتا چلے گا ڈیزی کو اپنی من مانی کرنے کا خود کو پتا نہیں کیا سمجھتی تھی۔" بینش نے ایک دفعہ پھر چٹخارہ لیا۔

"آپ کے خیال میں کیسا ہوگا وہ لڑکا؟ ڈیزی باجی کی طرح خوب صورت اور لمبا؟" بندیا کے بے تاب انداز پر بینش نے اسے گھورا۔

"میں نے کون سا دیکھا ہے اسے۔" اس کا موڈ خراب ہو گیا۔

"ہینڈسم تو ہوگا۔" بندیا کو بھی بات کرتے ہوئے پتا نہیں چلتا تھا۔

"جیسا بھی ہو' ہمیں کیا' تم جا کر اپنی اسٹڈی کرو۔" بینش کے ضبط کا پیمانہ چھلکا تو وہ بھی جلدی سے اس کے کمرے سے باہر نکل کر لان کی طرف آگئی۔ سامنے لان چیئر پر تیمور پریشان انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ احساس ہمدردی کے جذبے سے مغلوب ہو کر اس کے پاس آگئی۔

"کیسے ہیں آپ؟" بندیا نے پہلی دفعہ اسے مخاطب کیا تھا' اس لیے اس کی آنکھوں میں حیرانی چھلکی۔

"فائن' بیٹھو۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھنے کو کہا تو وہ چپ چاپ بیٹھ گئی اور بیٹھتے ہی اسے اپنی بے وقوفی کا احساس ہوا کہ وہ آخر کس لیے اس کے پاس آبیٹھی ہے۔

"آپ کب جا رہے ہیں واپس انگلینڈ؟" بندیا نے خاصے بے تکے انداز میں پوچھا' تب ہی تو وہ فوراً ہنس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

پڑا۔ ”یہ سوال پوچھنے آئی تھیں تم؟“
”نہیں تو۔“ وہ گھبرا کر کھڑی ہوئی۔ ”وہ تو میں یونہی پوچھ رہی تھی۔“
”ٹینشن مت لو‘ میں جلد ہی چلا جاؤں گا۔“ تیمور کا دوستانہ انداز بندیا کو اچھا لگا۔
”تائی اماں کی طبیعت کیسی ہے۔؟“ اس نے بھی بینش کی دیکھا دیکھی انہیں تائی اماں کہنا شروع کردیا تھا۔
”بہترین۔“ وہ مختصراً بولا۔
”سنو‘ اگر اسٹڈیز میں کوئی ہیلپ چاہیے ہو تو میں کچھ دن ہوں یہاں‘ تم مجھ سے مدد لے سکتی ہو۔“ اس نے کھلے دل سے پیشکش کی تو وہ اثبات میں سر ہلا کر واپس اپنے پورشن کی طرف بڑھ گئی۔ تیمور کے گھر میں ڈیزی کی وجہ سے ٹینشن میں دن بہ دن اضافہ ہی ہوتا جارہا تھا‘ وہ لوگ کھل کر تو اس چیز کا اظہار نہیں کررہے تھے لیکن بندیا جب ان کے پورشن کی طرف جاتی تو تائی اماں‘ بوا رحمت سے اپنی پریشانی کا اظہار کرتی نظر آتیں۔
تیمور کے والد ڈاکٹر جلال کا پارہ بھی ان دنوں خاصا ہائی رہنے لگا تھا۔ تیمور اور طیبہ تبھی الجھے الجھے دکھائی دیتے اور اب تو سب لوگ اس کے سامنے بھی اس مسئلے پر گفتگو کرلیتے تھے‘ کیونکہ انہیں اس کے مزاج کا بخوبی اندازہ ہوگیا تھا‘ وہ دوسروں کا خیال رکھنے والی ایک حساس لڑکی تھی اور اس نے کبھی بھی ان لوگوں کی باتوں کا تذکرہ بینش کے سامنے نہیں کیا تھا۔ ان ہی دنوں بندیا کے تھرڈ ایئر کے کالج کے ایگزام ہوئے اور وہ انگلش اور سائیکولوجی میں بری طرح فیل ہوگئی۔ بینش نے اس کا خاصا مذاق اڑایا تھا۔ وہ خود کئی دن تک منہ چھپائے اپنے کمرے میں بیٹھی رہی اس دن تیمور نے آکر۔ اس کی طبیعت صاف کی تھی تو وہ شرمندہ انداز میں ان کی طرف چلی آئی۔
”دو سبجیکٹ میں ہی فیل ہوئی ہو‘ کوئی پہاڑ تو نہیں ٹوٹ پڑا‘ جو تم نے اتنی سی شکل بنا رکھی ہے۔“ تائی اماں نے اپنے مخصوص انداز میں اسے ڈانٹا‘ یہ اور بات کہ بندیا کو ان کی ڈانٹ میں چھپی محبت اور پریشانی صاف محسوس ہوئی تھی۔ وہ بندیا کو پسند کرنے لگی تھیں۔ اور اکثر کوئی خاص چیز بناتیں تو اسے بلوالیتیں۔
”ہاں تو محنت کرکے دوبارا پیپر دے دیجیے گا۔“ طیبہ نے بھی نرمی سے دلاسا دیا۔ وہ اس وقت لاؤنج میں اپنی کتابیں بکھیرے بیٹھی تھی۔
”جب میں نے تم سے کہا تھا کہ جس سبجیکٹ میں مشکل ہو‘ میرے پاس آجانا تو تم آئیں کیوں نہیں۔“ تیمور نے بھی اسے آڑے ہاتھوں لیا۔ بندیا نے خفت زدہ انداز میں سر جھکالیا۔ تائی اماں کو ایک دم ہی اس کی شکل پر ترس آیا۔
”وہ افلاطون جو تھانے دار بن کر گھر بیٹھی ہے‘ وہ اجازت دے گی تو بیچاری آئے گی۔“ تائی اماں نے فوراً اس کی طرف داری کی۔
”اماں! بیا تو سارا دن اپنے کالج میں ہوتی ہے اور گھر آکر بھی اسٹڈی سے نہیں نکلتی‘ آپ کیوں اس کو الزام دے رہی ہیں۔“ تیمور نے جھٹ سے بینش کی صفائی پیش کی تو بندیا نے الجھ کر اس کا چہرہ دیکھا۔
”تم تو چپ ہی رہا کرو‘ ایک تمہاری بہن نے تنگ کررکھا ہے مجھے‘ اوپر سے تم بے وقت کی راگنی شروع کردیتے ہو۔“ انہوں نے تیمور کو جھاڑا تو وہ برا سا منہ بنا کر چپ کرگیا۔ اسی وقت بوا رحمت بوکھلائی ہوئی کمرے میں داخل ہوئیں۔
”بیگم صاحبہ! وہ صاحب کے مہمان آرہے ہیں شام میں‘ ڈیزی بیٹا کے لیے۔“
”لو اور سنو‘ ایک تو جلال صاحب کو بھی ہتھیلی پر سرسوں جمانے کی عادت ہے۔“ بڑی اماں جل کر بولیں۔
”بابا کیوں نہیں مل لیتے اس لڑکے سے‘ آخر ہرج ہی کیا ہے۔“ تیمور نے بلند آواز میں تبصرہ کیا‘ جو لاؤنج میں داخل ہوتے جلال صاحب نے بغور سنا تھا۔
”کس لڑکے سے؟“ انہوں نے بے خیالی میں پوچھا۔
”وہی جسے ڈیزی پسند کرتی ہے۔“ ”یورپ میں رہنے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے تیمور خاصا روشن خیال ہو گیا تھا۔
"تمہیں میرے معاملات میں زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں' اپنا بوریا بستر اٹھاؤ اور یہاں سے چلتے بنو' مجھے جو مناسب لگے گا میں کرلوں گا۔" بندیا کے سامنے ایسی زبردست جھاڑ پر تیمور کا منہ سرخ ہوا۔
"میں تو ویسے ہی ایک جنرل بات کر رہا تھا۔" اس نے بوکھلا کر صفائی دینے کی کوشش کی جو اسے خاصی مہنگی پڑی۔
"تم اپنی جنرل باتیں اپنے پاس رکھو برخوردار! یہ تمہاری ہی دی گئی شہہ ہے' جس کی وجہ سے وہ اپنے باپ کی عزت پیروں میں روندتی پھر رہی ہے' ہونہہ شادی کریں گی محترمہ' جس کے حسب نسب کا ہی علم نہیں۔" وہ بولے نہیں پھنکارے تھے۔
"آپ کیوں اپنا بی پی ہائی کر رہے ہیں' میں کرتی ہوں اس سے بات۔" وہ بوکھلا گئیں۔
"آپ رہنے دیں' اس سے بات کرنے کو' اور پیکنگ کریں' ہمیں رات کو ملتان کے لیے نکلنا ہے۔" جلال صاحب کی بات پر وہ پریشان ہوئیں۔
"لیکن کیوں۔؟" وہ بوکھلا کر بولیں۔
"مجھے یہ معاملہ بس آر یا پار کرنا ہے' میری چھٹی حس مجھے کوئی اچھے سائن نہیں دے رہی۔" وہ ناراض لہجے میں گویا ہوئے۔
"لیکن بابا۔" تیمور نے بولنے کی کوشش کی۔
"لیکن ویکن کچھ نہیں' اس نے میڈیکل چھوڑ کر ایم ایس سی میں ایڈمیشن لیا' میں نے کچھ نہیں کہا' اب اسے ہر صورت میری بات ماننا ہوگی۔" ان کے لہجے میں ذرا بھی لچک نہیں تھی۔ اپنی بات کہہ کر وہ کمرے سے نکل گئے۔
"بابا جو کر رہے ہیں' اس کا رزلٹ اچھا نہیں نکلے گا۔" تیمور بھی خفا خفا سا کھڑا ہوا اور سر جھٹک کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا' جبکہ تائی اماں کے چہرے پر پریشانی کی لکیروں کا ایک جال بن گیا تھا۔ بندیا اگلے دن کسی کام سے دوبارہ ان کے پورشن میں گئی تو طیبہ سے پتا چلا کہ وہ جلال صاحب کے ساتھ ملتان جا چکی ہیں۔

طیبہ کا بھی میڈیکل میں ایڈمیشن ہو گیا تھا اور وہ آج کل ہر وقت کتابوں میں سر دیے رکھتی' وقت بہت تیزی سے گزر رہا تھا۔ اس دن بندیا اپنی انگلش کی کتاب کھولے لاؤنج میں بیٹھی کسی سمری کا رٹا لگا رہی تھی' جب بینش حواس باختہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی' وہ کچھ دیر پہلے تایا ابا کے پورشن میں گئی تھی۔
"بندیا! تمہیں پتا ہے' کیا ہوا ہے تایا ابا کے گھر۔؟" بینش پرجوش انداز میں ہانپتی کانپتی بندیا کے سامنے آن کھڑی ہوئی' اس کا چہرہ شدت جذبات سے سرخ تھا۔ وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ لاؤنج کے کھلے دروازے کے باہر تیمور' پریشان انداز میں آغا جی کو بلانے کے لیے اس کے پیچھے ہی تھا۔
"کیا ہوا ہے۔؟" بندیا کا دل انہونی کے احساس سے دھڑکا۔
"بہت مزے کی خبر ہے۔" وہ بے ساختہ انداز میں تالی بجا کر ہنسی۔
"بتائیں تو سہی۔" بندیا کا اسٹائل بہت عجیب لگا۔
"ڈیزی اس لڑکے کے ساتھ بھاگ گئی' اب پتا چلے گا تائی اماں کو جب ساری دنیا ان پر ہنسے گی۔ قسم سے مجھے تو سوچ سوچ کر ہی خوشی ہو رہی ہے۔" اپنی بات مکمل کر کے اس نے بلند آواز میں قہقہہ لگایا' لیکن اس کا قہقہہ آدھے راستے میں ہی دم توڑ گیا' اس کی نظر دروازے میں کھڑے تیمور پر پڑی' کیا نہیں تھا اس کے چہرے پر دکھ' غم' غصہ' بدگمانی اور ناراضی۔ وہ ان ہی قدموں کے ساتھ واپس پلٹ گیا۔ اب پریشان ہونے کی باری بینش کی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ موسم سرما کی ایک سرد اور عجیب سی رات تھی' بختاور کی طبیعت صبح ہی سے خراب تھی۔ اس کا آخری مہینہ چل رہا تھا۔ وہ اور ہاشم دونوں ہی ہسپتال جانے کی تیاری کر چکے تھے۔ ہاشم نے ساری پریکنشی میں اسے ہتھیلی کا چھالہ بنا رکھا ہوا تھا۔ ایک پرائیویٹ کالج میں ہاشم کی جاب ہو گئی تھی اور اب تو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے گھر میں پی ٹی سی ایل فون بھی لگوالیا تھا۔ وہ کالج میں قیام کے دوران بار بار فون کر کے بختاور کا حال پوچھتا بعض دفعہ تو بختاور خود بھی جھنجھلا جاتی۔

"قسم سے بھابھی، ہاشم بھائی کا بس نہیں چلتا کہ آپ کو تعویذ بنا کر گلے میں لٹکالیں۔" ہاشم کے دوست سرفراز کی بیوی فائزہ اس سے ملنے آئی تو اس نے ہنستے ہوئے تبصرہ کیا' اس کی بات پر بختاور مسکرادی۔

"اصل میں انہیں ٹینشن بہت ہے' میرے پاس آج کل کوئی ہے بھی نہیں' اور آپ کو پتا ہے' ان دنوں کسی اور کی موجودگی آپ کے لیے کتنی ضروری ہوتی ہے۔" بختاور نے فوراً" اس کا دفاع کرنے کی کوشش کی۔

"لیں ہزار دفعہ' میں اور سرفراز کہہ چکے ہیں' کہ جیسے ہی کوئی مسئلہ ہو' ہمیں ایک کال کردیں ہم لوگ گاڑی لے کر پہنچ جائیں گے۔" فائزہ بھابھی کے خلوص پر بختاور کو کبھی شک نہیں ہوا تھا۔ اب تو ان دونوں میں بہت اچھی دوستی ہوگئی تھی۔

"جی ضرور' آپ لوگوں کے علاوہ ہمارا ہے ہی کون۔؟" بختاور نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔

اس دن بختاور کو اندازہ نہیں تھا کہ آنے والی رات اپنے دامن میں اس کے لیے آزمائشوں کا ایک طوفان لیے آرہی ہے۔ موسم سرما میں رات گیارہ بجے ہی آدھی رات کا سماں ہوتا ہے۔ وہ دونوں سونے کے لیے لیٹ چکے تھے' جب ان کے فلیٹ کی گھنٹی بجی۔ ہاشم فوراً" ہی اٹھ بیٹھا' بختاور ہلکی سی نیند میں تھی' اس نے ہاشم کو اٹھ کر دروازے کی جانب جاتے دیکھا اور پھر وال کلاک پر رات گیارہ بجے کا ٹائم دیکھ کر پریشانی سے اٹھ بیٹھی۔ اس کی ساری نیند بھک کر کے اڑ گئی۔

"اس وقت کون ہو سکتا ہے۔؟" وہ کچھ لمحے سوچتی رہی اور پھر بمشکل اٹھ کھڑی ہوئی' جیسے ہی وہ اپنے بیڈروم کے دروازے پر پہنچی' اس نے لاؤنج میں کسی مرد کی آواز کو سنی تو پریشانی سے پردے کے پیچھے رک گئی۔ ہاشم کا کوئی مہمان تھا' جسے لے کر وہ لاؤنج میں آگیا تھا۔

پیارے بچوں کے لئے

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں مشتمل
ایک ایسی خوبصورت کتاب جسے آپ
خود بھی پڑھنا چاہیں گے اور
اپنے بچوں کو پڑھانا چاہیں گے۔

ہر کتاب کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
کا شجرہ مفت حاصل کریں۔

قیمت -/300 روپے

بذریعہ ڈاک منگوانے پر ڈاک خرچ -/50 روپے

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37 اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اعظم بھائی آپ؟ اچانک؟ یہاں کیسے۔؟" ہاشم کی آواز پر وہ چونک گئی۔

"بابا کی طبیعت خراب ہے' ڈاکٹرز نے جواب دے دیا ہے تم ان سے ایک دفعہ مل لو۔" بختاور نے پردے کی اوٹ سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا' جس کے نین نقش سے چھلکتی شباہت سے صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ ہاشم کے بڑے بھائی تھے۔

"آپ کو کس نے بتایا کہ میں یہاں رہ رہا ہوں۔" وہ ناراضی سے گویا ہوا۔

"مجھے تو یہ بھی پتا ہے کہ تم شادی کر چکے ہو اور اپنی بیوی کے ساتھ یہاں رہ رہے ہو۔" انہوں نے ہاشم کو حیران کیا۔

"حیرت ہے' آپ لوگ تو مجھ سے جینا مرنا سب کچھ ختم کر چکے تھے' اب کیسے خیال آگیا میرا۔؟" وہ بے زار لہجے میں بولا۔

"تمہیں اچھی طرح پتا ہے کہ کس بات کی وجہ سے پورا خاندان تم سے ناراض ہے۔" انہوں نے سنجیدگی سے اسے یاد دلانے کی کوشش کی۔

"ہاں ہاں' میں آپ کے نزدیک ملحد ہوں' اور آپ لوگوں کی طرح مذہب کا ڈھونگ رچا کر لوگوں کو بے وقوف نہیں بناتا۔" اس کی بات نے بختاور کو پریشان کیا۔

"تمہاری انہی باتوں کی وجہ سے بابا تم سے خفا ہیں' پتا نہیں کس نے یہ خناس تمہارے ذہن میں بھر دیا ہے' نہ تم کچھ عرصے کے لیے ملک سے باہر جاتے اور نہ گمراہ ہو کر آتے۔" وہ بے زار لہجے میں بولے۔

"زندگی گزارنے کے میرے اپنے کچھ اصول ہیں' میں گناہ ثواب کے چکروں میں نہیں پڑتا' صرف اس بات کا خیال رکھتا ہوں کہ میری وجہ سے کسی کو کوئی دکھ' تکلیف یا رنج نہ پہنچے جس کا آپ لوگوں نے فسانہ بنا رکھا ہے۔" وہ ایک دم غصے میں آگیا۔

"تو تمہاری ان باتوں سے بابا اور پورے خاندان کو جو تکلیف ہوتی ہے' اس کا احساس کیوں نہیں ہے تمہیں؟" وہ بھی جواباً بھڑکے۔

"اس لیے کہ میں آپ لوگوں کی طرح مذہب کی اندھی تقلید نہیں کر سکتا' اپنے کیے گناہوں کو تقدیر کے کھاتے میں نہیں ڈال سکتا کہ ہماری قسمت میں ایسا لکھا ہوا تھا' آپ لوگوں کو مسئلہ کیا ہے' اگر میں اپنے طریقے سے زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔" ہمیشہ نرم لہجے میں بات کرنے والے ہاشم کا یہ روپ بختاور کے لیے بہت تکلیف دہ تھا' اسے لگا کسی نے اس کی جان اپنی مٹھی میں لے لی ہو۔

"تم نے اپنی بیوی کو بتایا ہے کہ تم دنیا کے کسی دین اور مذہب کو نہیں مانتے صرف انسانیت کا پرچار کرتے ہو؟" ان کو ایک دم ہی غصہ آیا اور ساتھ ہی بختاور کے اندر چھن سے کوئی چیز ٹوٹی۔

"اسے میری یہ ہی بات تو اچھی لگی تھی کہ میں انسانیت سے محبت کرنے والا شخص ہوں۔" وہ بے نیازی سے بولتا بختاور کے دل پر ایک قیامت ڈھا گیا۔

"تو صاف صاف بتانا تھا ناں' تم اللہ' نبی اور کسی تقدیر کو نہیں مانتے' پھر میں دیکھتا کون مسلمان لڑکی تم سے شادی کرتی ہے؟ بلکہ تمہاری یہ شادی بھی سرے سے جائز ہی نہیں' اس معصوم لڑکی کو پتا ہی نہیں وہ گناہ کی زندگی بسر کر رہی ہے۔" ہاشم کے بھائی کی بات پر بختاور کو لگا کمرے کی چھت اس کے سر پر آن گری ہے یا کسی نے اسے زور سے دلدل میں دھکا دے دیا ہو۔ پتھروں کی بارش اس کے وجود کو سنگسار کرتی جا رہی تھی۔

باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ

خواتین کا گھریلو انسائیکلوپیڈیا

کا نیا ایڈیشن قیمت -/750 روپے

کے ساتھ کھانا پکانے کی کتاب

کھانا خزانہ

قیمت -/225 روپے بالکل مفت حاصل کریں۔

آج ہی -/800 روپے کا منی آڈر ارسال فرمائیں۔

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY